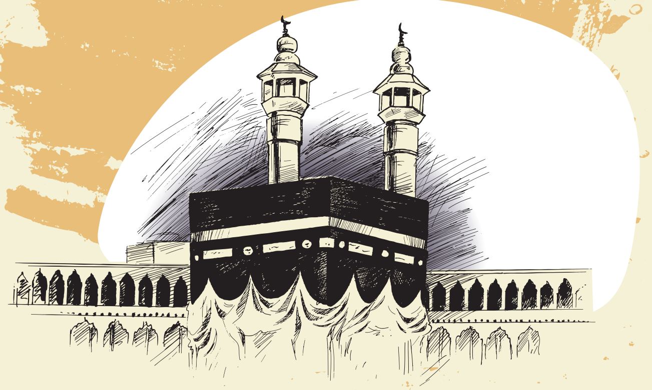
حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

# الجماعۃ

مئی-جون ۲۰۲۴ء

## لبیک اللھم لبیک



حج اسلام کا ایک عظیم رکن، ایک شاندار اجتماع، ایک مقدس سفر، ایک روحانی لمس نیز عبادت، تقویٰ، ذکر، سکون اور تزکیہ نفس سے عبارت ہے، جس میں بندے کی اپنے خالق سے تعلق کی تجدید اور عہد وپیمان کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ عبادات میں افضل ترین اور اعلیٰ ترین عبادت ہے اور اس کا بدلہ جنت ہے۔ صحیحین میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

(امام کعبہ شیخ بندر بلیلہ / حفظہ اللہ خطبہ جمعہ / ۲۴جون ۲۰۲۲ء)

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يد الله على الجماعة

حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

مجلّہ

# الجماعة

خصوصی شمارہ


ذوالقعدہ–ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ ● مئی-جون ۲۰۲۴ء





پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چونا والا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو۔ ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

**SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI**

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070

9892255244 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com @JamiatSubai

subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com

# نگارشات



مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

حلقۂ قرآن

# عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت

● شیخ رفیع اللہ سلفی (داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ [الفجر:۱-۲]

’’قسم ہے فجر اور دس راتوں کی‘‘۔

**امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ سے مراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں اور یہی قول مجاہد، قتادہ، ضحاک، سدی اور کلبی کا ہے۔ (تفسیر البغوی: ۴/۴۸۱/۴۴)

**قارئین کرام!**

قمری سال کے آخری مہینہ کا نام ذی الحجہ ہے اور یہ مہینہ ان حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق ہی کے وقت محترم بنا رکھا ہے، اسی مہینہ میں حج جیسا اہم فریضہ ادا کیا جاتا ہے پورے عالم اسلام میں قربانی کی جاتی ہے اور سال کا دوسرا اسلامی تہوار منایا جاتا ہے۔ اس مہینہ کے پہلے دس دنوں کی بڑی فضیلت ہے ان دس دنوں میں نیک اعمال دوسرے دنوں کی بنسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں، کتاب وسنت سے عشرۂ ذی الحجہ کی عظمت وفضیلت واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ﴾ [الحج:۲۸] ’’اور معلوم دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں‘‘۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے بحوالہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نقل فرمایا ہے کہ ان معلوم دنوں سے مراد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ (صحیح بخاری/باب فضل العمل فی ایام التشریق، حدیث:۹۶۹)

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

’’**مَا من أيَّامٍ العملُ الصَّالحُ فيهنَّ أحبُّ إلى اللهِ من هذه الأيَّامِ العشرِ. فقالوا : يا رسولَ اللهِ ولا الجهادُ في سبيلِ اللهِ؟ فقال رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم : ولا الجهادُ في سبيلِ اللهِ إلَّا رجل خرج بنفسِه ومالِه فلم يرجِعْ من ذلك بشيءٍ**‘‘ (سنن ترمذی: باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر، حدیث نمبر: ۷۵۷، واللفظ لہ، والبخاری بمعناہ: ۹۶۹)

''ان دس دنوں میں کیئے گئے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، لیکن وہ شخص جو اپنا مال اور جان لے کر نکلے اور کچھ بھی واپس نہ لائے''۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

**''مامن عمل أزكىٰ عند الله عزوجل ولا أعظم أجرا من خير يعمله في عشرالاضحى ،قيل: ولا الجهاد في سبيل الله ،قال : ولا الجهادُ في سبيلِ اللهِ إلَّا رجل خرج بنفسِه ومالِه فلم يرجِعْ من ذلك بشيءٍ''** (رواہ الدارمی: ۱/۳۵۷،واسنادہ حسن کمافی الارواء: ۳/۳۹۸)

''عشرۂ ذی الحجہ میں کیئے گئے عمل سے زیادہ پاکیزہ اور زیادہ اجر والا عمل کوئی نہیں، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی نہیں، لیکن وہ شخص جو اپنا مال اور جان لے کر نکلے اور کچھ بھی واپس نہ لائے''۔

**قارئین کرام!**

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے عشرۂ ذی الحجہ کی عظمت وفضیلت روز روشن کی طرح واضح ہے اسی بناء پر علماء محققین فرماتے ہیں کہ عشرۂ ذی الحجہ کے ایام مجموعی طور پر عشرۂ رمضان سے بھی افضل ہیں، اس لئے کہ اس میں بہت سی بنیادی عبادتیں اکٹھی ہوجاتی ہیں جیسے نماز، روزہ، صدقہ، قربانی اور مناسک حج وغیرہ اور یہ ان کے علاوہ کسی اور دن میں جمع نہیں ہوتیں۔ اس لئے اللہ کے نیک بندے ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے زاد آخرت جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس عشرۂ میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہے اس لئے جو شخص حج پر قادر نہ ہو اسے چاہیے کہ اس سنہرے ایام اور مبارک اوقات کو اللہ کی اطاعت میں لگائے یعنی نماز، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی، دعا، صدقہ، والدین کی اطاعت، صلہ رحمی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر علاوہ ازیں نیکی اور اطاعت کے جو بھی راستے ہوں اس کو انجام دیں اور خاص کر سوشل میڈیا پر ایک دوسرے کی برائیاں بیان کرنے، نفرت وانتشار پھیلانے اور غیبت کرنے سے اپنے آپ کو بچائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حلقۂ حدیث

# دنیا وآخرت میں فلاح ونجات کے تین اہم اسباب

● شیخ عبدالجبار انعام اللہ سلفی (استاذ جامعہ رحمانیہ کاندیولی، ممبئی)

**عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ رواه الترمذی وقال هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ**.(سنن ترمذی، أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،بَاب مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ ح:2406)۔

**ترجمہ:** عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کی وسعت میں مقید رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

**راوی حدیث:** اس حدیث کے راوی حضرتِ عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ہیں، عقبہ نام، ابو عمرو کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہے، عقبہ بن عامر بن عبس بن عمرو بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن مودوعہ بن عدی بن غنم بن ربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ جہنی۔

یہ اصحاب صفہ میں شمار صحابی رسول ہیں۔ آپ نبی کریم ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد مشرف باسلام ہوئے۔ غزوات نبوی کا معلوم نہیں کہ کس کس غزوہ میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں شام کی فتوحات میں شامل تھے۔ جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تھے۔ سن 58ھ میں آپ نے وفات پائی۔ (اسد الغابہ:3/423،تاریخ دمشق لابن عساکر صفحہ:486، دارالفکر، بیروت، لبنان)

**تشریح وتوضیح:** اس روایت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1- یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ایک ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کو عطا کئے گئے ،لہٰذا نبی کریم ﷺ نے سائل کے لئے نجات کے اُسباب کو تین کلمات میں جمع کر دیا ہے۔

2- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا وآخرت دونوں میں نجات کے راستہ کی معرفت اور بھلائی کو جاننے اور سیکھنے کے بڑے حریص تھے، اسی لئے وہ اللہ کے رسول ﷺ سے فلاح ونجات کے اُسباب کے متعلق سوالات کیا کرتے تھے، اور اللہ کے رسول ﷺ

انہیں اس کی بھرپور رہنمائی بھی کرتے تھے۔

3- یہ حدیث بتلاتی ہے کہ دنیا وآخرت میں فلاح ونجات کے تین اہم بنیادی اَسباب وذرائع ہیں:

**پہلا سبب:** زبان کو کنٹرول میں رکھنا۔

**دوسرا سبب:** اپنے گھر کو لازم پکڑنا۔

**تیسرا سبب:** اپنی خطاؤں پر رونا۔

صحابی کے سوال پر آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اگر دنیا وآخرت میں مصائب ومشکلات سے نجات چاہتے ہوئے کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو تو اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو، کیونکہ اَکثر فساد اسی کے ذریعہ وجود میں آتے ہیں۔ زبان انسانی جسم کے اعضاء میں سب سے چھوٹا عضو ہے جسے اللہ نے دو جبڑوں کے درمیان رکھا ہے، اس کی حفاظت پر ثواب ملتا ہے اور اس کا غلط استعمال انسان کے لئے ہلاکت وبربادی کا ذریعہ بن سکتا ہے، اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا: "اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو اور ہر بری بات سے اسے بچاؤ"۔

نیز فرمایا:

**"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَصْمُتْ".**

''جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو جب وہ زبان کھولے تو بھلی بات کہے ورنہ خاموش رہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اکرام الجار والضیف ح:47)۔

اور فرمایا **"من صمت نجا"** ''خاموشی میں ہی نجات ہے''۔ (سنن ترمذی ح: 2501، صحیح الترغیب للالبانی ح: 2874)۔

نجات کا دوسرا سبب نبی ﷺ نے یہ بتلایا کہ اپنے گھر کو لازم پکڑو، تاکہ تنہائی میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکو، اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول رہ کر دنیاوی فتنوں سے محفوظ رہ سکو۔

اس کا ایک معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ نے دنیا میں بیوی، بچوں، گھر ومکان ودیگر ساز وسامان میں سے جو کچھ تمہیں دے رکھا ہے اس پر راضی رہو، اور دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو، اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے کمتر کو دیکھو تاکہ تم اللہ کی نعمت پر عیب نہ لگا سکو اور برائی میں داخل ہونے سے اپنے آپ کو بچا سکو۔

نجات کا تیسرا سبب اللہ نے یہ بتلایا کہ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر اپنے توبہ کی تصدیق میں روئیں، اور اپنے نفس کی اصلاح وتہذیب میں مشغول ہو جائیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہر انسان کو اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر اللہ سے معافی کا طالب ہونا چاہیے تاکہ دنیا وآخرت دونوں جہان میں کامیاب ہو سکے اور ان کے مصائب ومشکلات سے بچ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے آمین۔

اداریہ

# پہونچا جو حرم کی چوکھٹ پر

مدیر

مکہ و مدینہ اور حرمین شریفین کی زیارت ہر مسلمان کی دلی تمنا اور ایمانی خواہش ہے، امسال الحمدللہ بہت سالوں کی امیدوں اور تمناؤں کے بعد یہ سعادت گذشتہ ماہ ہمارے حصے میں بھی آئی، حسرتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ اور امیدوں کی ایک لازوال کڑی اس وقت پوری ہوتی نظر آئی جب ویزے اور ٹکٹ وغیرہ کی کاروائی مکمل ہوگئی، اب ہم ممبئی ایئر پورٹ پر تھے اور دل کعبہ معظّمہ، مدینہ منورہ، اور مقامات مقدسہ کی زیارت اور دیدار کی حسرتوں میں کھویا ہوا تھا، اڑان بھرنے پر ایسے لگا کہ اب بس چند لمحات کے بعد ہمارے دلی ارمان پورے ہونے کو ہیں اور یہ بیش بہا سعادت ہمیں جلد ہی ملنے والی ہے، تھوڑی دیر محوخواب ہونے کے بعد جہاز میں آواز آنے لگی کہ ہم سعودی عرب کے جدہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر لینڈ کرنے والے ہیں، کرسی اور سیٹ بلٹ درست کرنے کے بعد ہمارا جہاز جدہ ایر پورٹ پر اتر چکا تھا، وہاں سے پہلے ہم سفری ترتیب کے مطابق دیار حبیب ﷺ یعنی مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگیے، کچھ گھنٹوں کے بعد ہم مدینہ کی مسجد مسجد نبوی کے سامنے تھے، پیارے نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ: ”میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے“۔ (بخاری و مسلم)، مسجد میں داخل ہوئے، چاروں طرف رونقوں و رعنائیوں کے ساتھ فضا میں ایک پر کیف خوشبو بسی ہوئی تھی، ماحول بالکل نورانی، روحانی اور پر لطف تھا، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ہم کسی ارضی جنت نما جگہ میں ہیں۔ بہر کیف ان سعادتمند لمحات میں ہم مسجد نبوی میں پہونچے، عجیب پرشکوہ تعمیر، اپنے فن کا نمونہ، نایاب نقاشیاں، حسن و جمال میں ڈوبی دیواریں، کھمبے اور دھیمی دھیمی روشنی بکھیرتی مسجد کی لائٹیں، جھومرس اور بجلی کے برقی آلات، آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اور ہم ایمان و روحانیت بھری فضا میں کھو گئے، اور ایسے ہی پانچ دنوں تک کھوئے رہے، اذان کی پیاری آوازیں، لوگوں کی مسجد آمد و رفت اور ہر لمحہ نیکی کے جذبات، عجیب سماں تھا، اذان سے پہلے مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہیں، کئی نمازوں کا موقع ملا، ریاض الجنہ میں داخلہ نصیب ہوا، پیارے نبی ﷺ نے بیان فرمایا: ”**مابين بيتي ومنبري روضه من رياض الجنه**“ (بخاری و مسلم) مسجد قبا گئے جہاں دو رکعت نماز کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)، اور جبل احد بھی دیکھنا نصیب ہوا جسکے بارے میں نبی اکرم علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ”**هذا جبل يحبنا و نحبه**“. (مسلم) کہ جبل احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں، پھر ہمارا قافلہ بیت اللہ الحرام مکہ معظّمہ کے لیے روانہ ہوگیا، جو ہمارے سفر کی بنیادی منزل تھی، مدینہ سے مکہ کی چارسو

کلومیٹر سے زیادہ دوری کا سفر پورا کرنے کے بعد اب ہم بیت اللہ کے قریب تھے ، ایسا نصیب اوراللہ کی ایسی مہربانی کہ حرم شریف کے بالکل سامنے مکہ کے عالیشان ہوٹل کلاک ٹاور میں ٹھرنا نصیب ہوگیا، ادھر حرم شریف کا خوشنما منظر، پرنور دیواریں، ایمان وروحانیت میں ڈوبی فضائیں اور حرم شریف کے پرشکوہ درودیوار اور ادھر کلاک ٹاور کا خوبصورت، اور عالیشان ہوٹل اورکمال کی بات کی مکہ کی یہ بلندترین اور عالیشان فائیو اسٹار ہوٹل حرمین شریفین کے لیے سعودی عرب کے مؤسس وبانی شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے نام سے وقف شدہ ہے۔ اسلامی شریعت میں اوقاف کی کتنی اہمیت ہے یہ بات صدقہ جاریہ اوراس بابت وارد احادیث سے لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اپنا باغ صدقہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے "**أَحْبِسْ أَصْلَهَا وَسبل ثمرتها**" کہہ کر یہ فرمایا کہ اسے وقف بنادو، مکہ ومدینہ میں اس طرح کے نہ جانے کتنے اوقاف ہیں۔ اب ہم اپنے مستقر پر پہونچنے کے بعد عمرہ کے لیے نکل چکے تھے، حرم شریف میں داخل ہوئے، جیسے نگاہیں کعبہ کی دیواروں پر پڑیں دل بالکل اسکی طرف کھنچتا، مچلتا، تڑپتا، روتا، بلکتا چلا گیا، ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں یاد آنے لگیں جو کعبہ اور بلد امین میں امن وامان اور اسکی طرف لوگوں کے دلوں میں فطری کھنچاؤ کے لیے کیا تھا۔ "**فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ**" اور "**رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا**" کا سماں دیکھنا ہوتو مکہ مکرمہ میں چہل پہل اوراسکی عظمت وہیبت کے نظارے دیکھو۔ اسکے بعد حجر اسود کے سامنے پہونچے، تکبیر کی صداؤں کے ساتھ طواف کے چکر شروع ہوئے، آنکھیں آنسوؤں کو نہ روک سکیں اور ایسا لگا کہ دل کی دھڑکنیں بڑھتی جارہی ہیں، یہ وہ پتھر ہے جو جنت سے اتارا گیا، یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ بنادیا۔(ترمذی) ہم طواف کرنے لگے جوں جوں قدم بڑھتے، کعبہ کی ہیبت، عظمت اوراسکے جلوے دل بے تاب کو بے قراری میں مبتلا کرتے، حطیم سے گزرے، رکن یمانی کا لمس ہوا، اوریوں امیدوں اورتمناؤں کی گھڑیاں پایۂ تکمیل کی طرف بڑھنے لگیں، طواف کے سات چکر کب پورے ہوگئے محسوس نہ ہوسکا، اب ہم مقام ابراہیم کے نزدیک تھے، جگہ دیکھ کر دورکعت سنت ادا کی گئی "**واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى**" پر عمل پیرا ہونے کی سعادت ملی، ہزاروں برس پہلے کے قدموں کے نشان اللہ کے حکم سے اب بھی پتھر پر موجود ہیں اور پھر صفا مروہ کی طرف سعی کے لئے بڑھے، قرآن مجید میں وارد ہے: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ [البقرة:۱۵۸] کہ صفا اورمروہ اللہ کی نشانیاں ہیں، ان نشانیوں کو دیکھ کر دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے ربط وتعلق گہرا ہوتا چلا جاتا ہے اور بندہ ایک دوسری دنیا میں کھوجاتا ہے، ہم نے سعی شروع کی اور پھراسی دھن میں چکر لگاتے ہوئے سعی سے فارغ ہوگئے اب باری تھی آخری سنت کی ادائیگی کی جس میں پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں کو حلق یا تقصیر کے مابین اختیار دیا ہے مگر محلقین کے لیے آپ نے رحمت کی دعا کی ہے چنانچہ اس کے پیش نظر اہل علم کا یہ قول ہے کہ حلق کرنا تقصیر سے افضل ہے اور ہم نے اسی پر عمل کرتے ہوئے تقصیر کے بجائے حلق کرالیا، عام دنوں میں سر کے بالوں کومکمل طور پر اتارنے اور صاف کرنے میں بڑا حرج محسوس ہوتا تھا مگر آج جب عمرے کے بعد حلق کرایا

توسنت پر عمل پیرا ہونے اور نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کے بموجب بڑا ہی عجیب لطف ملا اور ایسی لذت اتباع حاصل ہوئی جس کا کوئی اندازہ نہیں اور یوں الحمدللہ عمرہ مکمل ہوگیا۔

اسکے بعد پانچ دنوں مکہ مکرمہ اور بلدامین میں سکونت کا موقع ملا، چاروں طرف انسانوں کا سیلاب، حرم کا نور، فن تعمیر کا خوشنما نمونہ، ایک ایک دیوار اور ایک ایک جگہ اپنے آپ میں شاہکار، سخت گرمی میں پانی کی پھواریں چھوڑتے خودکار پنکھے، طواف کعبہ کا پیارا منظر، ہرطرف نور ہی نور کی برسات اور اللہ کی چاروں طرف رحمات وبرکات، انھیں پرکیف فضاؤں میں کتنی جلدی دن رات کٹ گئے پتہ بھی نہ چلا، بلدامین میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کی دعاؤں کے کتنے اثرات ہیں یہ اس کے ذرے ذرے سے محسوس ہوتا ہے، حرم کے میناروں سے جب اذان کی آواز آتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل بے تاب اللہ کے اس گھر کی طرف ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاؤں کے بموجب کھینچا چلا جا رہا ہے، چاروں طرف سے ہوٹلوں، راستوں اور شاہراہوں سے نکلتے، بھاگتے ہوئے لوگ حرم شریف کی طرف نماز کے لیے رواں ہوتے ہیں اور اپنی اپنی جگہ بنانے کے لیے نیچے اوپر اور تہہ خانوں میں گھستے ہوئے چلے جاتے ہیں، جگہ فل ہوجانے پر حرم کے باہر اس کے صحن میں صفیں بچھا کر کے اللہ کے روبرو حاضر ہوجاتے ہیں اور پھر اقامت کی آواز جیسے ہی گونجتی ہے ایک گولائی کا آکار لیے خانہ کعبہ اور بیت اللہ الحرام کے چاروں طرف اللہ کے حضور سجدہ کرنے اور قیام ورکوع کرنے والے لوگوں کا ایک بڑا ہی پیارا اور خوشنما منظر ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انسانی صفوں کا یہ سیلاب اللہ رب العالمین کے گھر سے جڑا ہوا ہے اور کوئی مقناطیسی طاقت اور قوت ہے جو انسانوں کو بے ساختہ کھینچ کر کے ایک صف میں اس طریقے سے کعبہ معظّمہ کے سامنے کھڑا کر دیتی ہے کہ انسان دنیا کے تصورات سے پرے ہٹ کر ایک اللہ واحد کی عبادت میں مست ومگن ہو جاتا ہے، پیارے حبیب جناب محمد ﷺ نے مکہ معظّمہ کے بارے میں بیان فرمایا تھا کہ: ’’اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے‘‘۔ (بخاری ومسلم) صاحب ایمان چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس مقدس جگہ میں اور حرم شریف کے پاس پڑوس میں رہنے کا موقع ملے تاکہ وہاں فضیلت والی یہ نماز ادا ہوسکے، اللہ ہر صاحب ایمان کو یہ سعادت نصیب فرمائے، چونکہ ہمارا سفر بہت مختصر تھا اس لیے مشاعر مقدسہ کی زیارت کا پروگرام بھی بنا اور یہ موقع بھی ہمیں ہاتھ آیا، زیارت کرنے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ سعودی حکومت کی طرف سے منی، مزدلفہ اور عرفات کے میدانوں میں ہرطرح کے اعلی اور عمدہ انتظامات اور اسکی تیاریاں زوروں پر ہیں، پورے مشاعر مقدسہ خاص طور پر شہر مکہ کو ایسا شاہکار بنادیا گیا ہے کہ دنیا دیکھتی رہ جائے، ابھی حرم شریف کو کشادہ کرنے کے لئے وہاں کے حکمراں شاہ سلمان رحفظہ اللہ کی طرف سے نئی توسیع کا کام جاری ہے جو جبل عمر تک پہنچ چکا ہے اسکے پورا ہونے پر پچیس لاکھ سے زائد حجاج بیک وقت ایک ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں، حرم شریف کی تعمیر میں سعودی حکومت نے دل کھول کر کروڑوں روپے صرف کئے ہیں فل ایر کنڈیشن، بلکہ دنیا کا سب سے بڑا کولنگ سسٹم، دنیا کا سب سے عمدہ ساؤنڈ سسٹم، صرف حرمین میں ساؤنڈ سسٹم کے انتظامات دیکھنے کے لئے 172 سے زیادہ

انجینئر اور ماہرین کام پر لگے ہوئے ہیں۔ برقی جھومر، لائٹیں اور ہر چیز ہر جگہ بالکل فٹ اور پرفیکٹ، پورے حرمین شریفین میں زمزم کی سپلائی، ہمہ وقت ٹھنڈا و گرم دونوں طرح کا پانی ریڈی، صاف صفائی تو ایسی بے مثال کہ کہیں کوئی تنکا تک نہیں، چاروں طرف چمک ایسی جیسے سب چیز ابھی فیکٹری سے بالکل نیا منگا کر لگایا گیا ہو، اللہ سعودی گورنمنٹ کو جزائے خیر عطا فرمائے جس نے حرمین کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی بلکہ حجاج اور زائرین کے لیے ہر طرح کی سہولیات اور تمام تر انتظامات کی فراہمی کو اپنی ذمہ داری سمجھنے کے ساتھ اسے باعث شرف سمجھتے ہوئے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے پورے دل و جان سے انجام دے رہے ہیں۔

ابھی امام کعبہ شیخ عبدالرحمن السدیس رحفظہ اللہ کا ایک بیان آیا تھا کہ حجاج کرام کی خدمت اور حرمین شریفین کا اعلی انتظام اور انصرام یہ حکومت سعودی عرب اور ہم سب کے لیے بڑے ہی شرف اور عزت کی بات ہے، چنانچہ اسے باعث شرف اور اپنے لیے سعادت مندی سمجھتے ہوئے اس عمل میں وہاں کے علماء، عوام الناس، سعودی فورسز، سرکاری اور غیر سرکاری محکمے اور تمام تر ادارے پوری جدوجہد اور لگن کے ساتھ رضائے الٰہی کی خاطر لگے ہوئے ہیں۔ اسی لیے ہمیشہ حکومتی اداروں کی اس بات پر توجہ ہوتی ہے کہ تمام اعلی ٹیکنالوجی اور جدید وسائل اور ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے حجاج کرام کے لیے ہر طرح کی سہولیات فراہم کی جائیں، اب تو مکمل طریقے سے حرمین شریفین میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جارہا ہے اور سعودی حکومت تمام تر اعلی انتظامات کے لیے دل کھول کر اس پر پیسے خرچ کر رہی ہے۔

پوری مشنری حرکت میں ہے، حجاج کرام کی چاروں طرف سے آمد آمد ہے، تکبیر اور لبیک کی صدائیں ہیں اور یوں پورا مکہ حج کے لیے تیار ہے۔ 24 سال پہلے جب ہم لوگ وہاں تعلیم حاصل کرنے کے دوران حج کے لیے جاتے تھے تو مکہ میں خاطر خواہ حجاج کی رہائش اور ہوٹلوں کا بندوبست نہیں تھا، اب تو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مکہ کی پوری وادی اور پورا شہر ہوٹلوں میں تبدیل ہو چکا ہے۔ عالی شان عمارتیں اور اسلامی طرز تعمیر کے ساتھ حجاج کرام کی خدمت اور ان کی رہائش اور آرام کے لیے آراستہ اور پیراستہ ہے مکہ کی آبادی اتنی وسیع اور دراز ہو چکی ہے کہ تصور سے بالکل بالاتر ہے دس سال پہلے جانے والا آدمی محو حیرت میں ہوگا کہ کس قدر اور کتنی جلدی یہ تبدیلیاں یہاں رونما ہوگئی ہیں کہ در و دیوار کو پہچاننا اور گلی و شاہراہوں کو پہچاننا مشکل ہو رہا ہے۔ الغرض سعودی حکومت مکمل طریقے سے حرمین شریفین کی تعمیر و توسیع میں اس قدر لگی ہوئی ہے کہ پوری دنیا سے بڑی تعداد میں آنے والے زائرین کو کبھی کوئی تکلیف اور پریشانی کا احساس نہ ہو بلکہ وہ پورے امن اور اطمینان کے ساتھ ٹھنڈی چھاؤں میں پوری یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ اپنی عبادت کو مکمل کر سکیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالی حج کے اس سیزن کو پر امن اور کامیاب ترین بنائے اور دنیا سے آنے والے تمام حجاج وزائرین کو مناسک اور ارکان حج کو امن وسکون کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حکومت سعودی عرب کی سرکاری اور غیر سرکاری عملے اور حج سے جڑے تمام اداروں کو ان کی عظیم خدمت کا دنیا اور آخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

عقیدہ ومنہج

# برکت امت محمدیہ کیلئے ایک الٰہی آفر

● ڈ/ اجمل منظور مدنی (وکیل جامعۃ التوحید، بھیونڈی، ممبئی)

یقیناً انسان کی زندگی محدود اور معدودے چند ہے۔ جب ایک انسان کی عمر اتنی محدود ہے اور اس کی زندگی کا یہ حال ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ ہر بھلائی اور نیکی کے کام میں سبقت کرے، اپنے رب کو خوش کرنے کیلئے اعمال صالحہ زیادہ سے زیادہ کرے، وہ ان اصولوں اور ضوابط کی پابندی کرے جن کی وجہ سے اس کی زندگی میں خیر وبرکت آسکے اور اس تھوڑی مدت میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں بٹور سکے، اسی کا نام برکت ہے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی امتیوں کی عمریں بہت زیادہ ہوا کرتی تھیں، خود قرآن مجید کے اندر نوح علیہ السلام کی عمر کی طرف اشارہ ملتا ہے، صرف ان کی تبلیغ دین کی مدت ساڑھے نو سو برس بتائی گئی ہے (تفصیل کیلئے دیکھئے: سورۃ العنکبوت: 14)، اس سے ان کی عمر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بعثت سے قبل دور جاہلیت میں دو سو سال یا اس سے کم وبیش عمر پانے کی تاریخی روایتیں ملتی ہیں، چنانچہ قس بن ساعدہ ایادی -جسکا زمانہ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پایا ہے- بڑا ہی موحد اور نیک شخص تھا، لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا، برائیوں اور بت پرستی سے روکتا تھا، آخرت کی یاد دلاتا تھا۔ اسکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دو سو اسی 280/سال کی عمر پائی ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ قد وقامت اور طاقت وتوانائی میں بھی بھاری بھرکم ہوتے تھے: ارشاد باری ہے: ﴿أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا﴾ [الروم: ۹] ترجمہ: کیا انہوں نے زمیں میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ وہ ان سے بہت زیادہ توانا (اور طاقتور) تھے، اور انہوں نے بھی زمین بوئی جوتی تھی اور ان سے زیادہ آباد کی تھی۔

اور قوم عاد کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الاعراف: ٦٩] ترجمہ: اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت، جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی تاکہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ نے تم کو قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور قد وقامت میں تم کو زیادہ بھاری بھرکم بنایا سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی ملے۔

اور قوم عاد کے بعد قوم ثمود کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے

فرمایا:﴿وَٱذۡكُرُوٓاْ إِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۢ بَعۡدِ عَادٖ وَبَوَّأَكُمۡ فِي ٱلۡأَرۡضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورٗا وَتَنۡحِتُونَ ٱلۡجِبَالَ بُيُوتٗاۖ فَٱذۡكُرُوٓاْ ءَالَآءَ ٱللَّهِ وَلَا تَعۡثَوۡاْ فِي ٱلۡأَرۡضِ مُفۡسِدِينَ﴾ [الاعراف:۷۴] ترجمہ: اورتم یہ حالت یاد کروکہ اللہ تعالی نے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا اورتم کوزمین پر رہنے کا ٹھکانا دیا کہ تم نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کران میں گھر بناتے ہو، سواللہ تعالی کی نعمتوں کو یاد کرواور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔

علامہ واحدی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ چونکہ ان کی عمریں بہت طویل ہوتی تھیں، انہیں زیادہ دنوں تک ٹھہرنے کی ضرورت ہوتی تھی، (اسی لئے وہ اپنی طاقت وقوت سے) پہاڑوں میں گھر بنالیتے تھے، کیونکہ وہ گھر جو دیوار اور چھت پر بنتے ہیں جلد فنا ہوجاتے ہیں (التفسیر الوسیط للواحدی: 383/2، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبعۃ 1415ھ)۔

بلکہ انسانی قدوقامت کے تعلق سے حدیثوں میں اشارہ ملتا ہے کہ سب سے پہلے ابوالبشر آدم علیہ السلام کواللہ تعالی نے ساٹھ گز لمبا اور سات گز چوڑا پیدا کیا پھر رفتہ رفتہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی قدوقامت میں کمی آتی گئی یہاں تک کہ اس حالت میں پہونچ گئی جس میں ہم آج کل انسانوں کو دیکھ رہے ہیں؛ چنانچہ حدیث میں ہے:**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ، طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ، النَّفَرِ مِنَ المَلاَئِكَةِ، جُلُوسٌ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ، فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، فَقَالَ: السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا: السَّلاَمُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ اللَّهِ، فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الآنَ"**(صحیح البخاری فی کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، وصحیح مسلم فی کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا، باب یدخل الجنۃ أقوام أفئدتہم مثل أفئدۃ الطیر)۔ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو ساٹھ گز میں انکی اپنی صورت پر پیدا فرمایا، پیدا کرنے کے بعد کہا: جاؤ اوران فرشتوں کی بیٹھی ہوئی جماعت پر سلام کرو اور سنو وہ کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ وہی تمہاری اور تمہاری ذریت کا سلام ہوگا، تو آدم علیہ السلام نے جا کر کہا: السلام علیکم، توانہوں نے جواب دیا: السلام علیک ورحمۃ اللہ، انہوں نے ورحمۃ اللہ کا اضافہ کیا، پس جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم کی صورت وشکل میں ہوگا، پھر آدم علیہ السلام سے انسانوں کی قدوقامت میں کمی آتی گئی جو آج تک جاری ہے۔

مسند احمد کے اندر ستر گز بتائی گئی ہے وہ روایت اس طرح ہے: **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ مُرْدًا بِيضًا جِعَادًا مُكَحَّلِينَ، أَبْنَاءَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ، عَلَى خَلْقِ آدَمَ، سَبْعِينَ ذِرَاعًا فِي سَبْعَةِ أَذْرُعٍ"**(مسند الامام أحمد ط الرسالۃ: 210/14، شعیب اناؤوط نے اس حدیث کو حسن کہا ہے سوائے (فی سبعۃ أذرع) کے۔ جبکہ احمد محمد شاکر اپنی تحقیق میں اسے حسن قرار دیا ہے دیکھئے: مسند الامام أحمد ط دار الحدیث القاہرۃ: 339/8)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنتی جنت میں داخل ہوں گے اس حال میں کہ وہ نوجوان ہوں گے، گورے، گھونگھریلے بالوں والے اور سرگی آنکھوں والے ہوں گے، تینتیس/33 سال کے ہوں گے، آدم علیہ السلام کے قد وقامت کے برابر ہوں گے یعنی لمبائی ستر اور چوڑائی سات گز ہوگی۔

لیکن امت مسلمہ کی عمر بہت ہی محدود اور چند روزہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: "أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ، وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذَلِكَ. قَالَ ابْنُ عَرَفَةَ: أَنَا مِنْ ذَلِكَ الْأَقَلِّ."** (أخرجہ الہیثمی فی موارد الظمآن: کتاب التوبۃ، باب أعمار ہذہ الأمۃ، ورواہ الترمذی فی کتاب الزہد فی باب ما جاء فی أعمار ہذہ الامۃ ما بین الستین إلی سبعین: 13/65، صححہ الألبانی فی صحیح الجامع: 1073، وحسنہ السیوطی فی الجامع الصغیر: 1199. اس حدیث کے ایک راوی حسن بن عرفہ (150-257) ہیں کہتے ہیں: ان ہی کم لوگوں میں میں بھی ہوں۔ یہ ایک سو سات سال تک باحیات رہے)۔ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے مابین ہیں، اس سے زیادہ کم ہی لوگ عمر پاتے ہیں۔ لہٰذا یہ قلیل مدت پہلی امتیوں کے بالمقابل کوئی معنی نہیں رکھتا۔ البتہ ہمیں تسلی ہوتی ہے یہ جان کر کہ ساتھ ہی اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ میری امت پہلی امتیوں کے بالمقابل قیامت کے دن اجر وثواب میں زیادہ ہوں گے؛ چنانچہ حدیث میں ہے: **عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلا مِنَ الأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغَارِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ قَالَ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ قَالَ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالَ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَقَالُوا نَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلا وَأَقَلَّ عَطَاءً –وفي رواية: فَقَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ: رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَقَلُّ عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا- قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ عَمَلِكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّهُ فَضْلِي أُوتِيهِ من أَشَاء"** (أخرجہ البخاری: کتاب المواقیت، باب من أدرک رکعۃ من العصر قبل الغروب، وفی موارد الظمآن فی کتاب البیوع، باب أجرۃ الراقی وغیرہ. والترمذی: أبواب الأمثال، باب ما جاء فی مثل ابن آدم وأجلہ)۔ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہاری عمر گذری قوموں کی عمروں کے بالمقابل ویسے ہی ہے جیسے صلاۃ عصر اور غروب شمس کے مابین کا وقت ہے۔ اور تمہاری اور یہود ونصاری کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے اجرت پر کچھ لوگوں کو رکھا اور کہا: کون ہے جو دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کم کرے؟ نبی ﷺ فرماتے ہیں: چنانچہ یہودیوں نے دوپہر تک ایک ایک

قیراط پر کام کیا، پھر اس شخص نے کہا: کون ہے جو دوپہر سے صلاۃ عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کرے؟ نبی ﷺ فرماتے ہیں: چنانچہ نصاریٰ نے دوپہر سے صلاۃ عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا، پھر اس شخص نے کہا: کون ہے جو صلاۃ عصر سے غروب شمس تک دودو قیراط پر کام کرے؟ نبی ﷺ فرماتے ہیں: یہ سن کر یہود ونصاریٰ غصے میں آگئے اور کہا: ہم نے کام زیادہ کیا اور مزدوری کم ملی۔ اور ایک روایت کے مطابق اہل تورات اور اہل انجیل نے کہا: اے ہمارے رب! ان لوگوں نے کام کم کیا اور اجرت زیادہ لے لی، تو اللہ تعالی نے کہا: کیا میں نے تم لوگوں پر کچھ ظلم کیا؟ ان لوگوں نے کہا: نہیں۔ تو اللہ تعالی نے فرمایا: یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے یہ بھی خبر دی کہ امت محمدیہ جنت میں سب سے پہلے جائے گی، نیز قیامت کے دن ساری امتیں امت محمدیہ کے تابع ہوں گی: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَاخْتَلَفُوا، فَهَدَانَا اللهُ لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ، فَهَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ، هَدَانَا اللهُ لَهُ -قَالَ: يَوْمُ الْجُمُعَةِ- فَالْيَوْمَ لَنَا، وَغَدًا لِلْيَهُودِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى. وفي رواية لمسلم: "وَكَذَلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ" (صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب فرض الجمعۃ، وصحیح مسلم فی کتاب الجمعۃ، باب ہدایۃ ہذہ الأمۃ لیوم الجمعۃ. ومسند أحمد ط الرسالۃ: 16/121 مع اختلاف الألفاظ).

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں ہم سب سے آخری امت ہیں البتہ قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، اور ہم ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے، ہاں انہیں کتاب پہلے عطا کیا گیا اور ہمیں بعد میں، لیکن ان لوگوں نے اختلاف کیا، اور حق تک ہماری رہنمائی فرمائی، اور یہ جمعہ کا دن ہے جس کے تعلق سے انہوں نے اختلاف کیا اور اللہ نے اس تک ہماری رہنمائی فرمائی؛ چنانچہ یہ جمعہ کا (مبارک) دن ہمارا ہے، اور کل کا دن (سنیچر) یہودیوں کا ہے اور کل کے بعد (اتوار کا دن) نصاریٰ کا ہے۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے: اور اسی طرح وہ سب قیامت کے دن ہمارے تابع ہوں گے، ہم دنیا میں آخری امت ہیں لیکن آخرت میں سب سے پہلے ہوں گے، اور سب سے پہلے اسی امت کا فیصلہ ہوگا۔

آپ ﷺ نے یہ خبر دی کہ قیامت کے دن سب سے پہلے حساب کتاب امت محمدیہ کی ہوگی: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ، وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ، يُقَالُ: أَيْنَ الْأُمَّةُ الْأُمِّيَّةُ، وَنَبِيُّهَا؟ فَنَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ" (سنن ابن ماجۃ: کتاب الزہد، باب صفۃ أمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مسند الامام أحمد ط الرسالۃ: 4/332 فی حدیث طویل صححہ الألبانی). ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم آخری امت ہیں

لیکن قیامت کے دن سب سے ہمارا حساب کتاب ہوگا، کہا جائے گا: امی امت اور اسکا نبی کہاں ہیں؟ چنانچہ ہم گرچہ آخری امت ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے۔

اسی طرح پچھلی امتیوں پر اس امت کی مزید فضیلت بتائی ہے: عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "فُضِّلَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ لَهَا الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ صُفُوفُهَا عَلَى صُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ، وَأُعْطِيتُ هَذِهِ الْآيَاتِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، لَمْ يُعْطَهَا نَبِيٌّ قَبْلِي"(مسند الامام أحمد ط الرسالة: 38/ 287، قال المحقق: إسناده صحيح. وصحيح ابن خزيمة في كتاب الوضوء، باب ذكر ما كان الله عز وجل فضل به رسول الله صلى الله عليه وسلم على الأنبياء قبله، وفضل أمته على الأمم السالفة قبلهم )

ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام امتیوں پر امت محمدیہ کی تین طرح سے فضیلت ہے: ساری روئے زمین کو اس کے لئے پاکی حاصل کرنے اور نماز پڑھنے کا ذریعہ بنایا ہے، اسکی صفوں کو فرشتوں کی صفوں کیطرح بنایا گیا ہے، اور مجھے عرش کے تلے خزانے سے سورہ بقرہ کی آخری یہ آیتیں دی گئی ہیں مجھ سے پہلے جو کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امت محمدیہ کی عمر اور طاقت کے محدود اور کم ہونے کے باوجود اگر یہ فضیلت حاصل ہے تو اس میں اللہ رب العالمین کا فضل اور اسکا خاص احسان اور رحمت ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے اس امت کو بہت ساری برکتوں سے نوازا ہے کہ ان کے اسباب وذرائع پر عمل پیرا ہو کر ہی ان ساری رحمتوں اور فضیلتوں کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور شاید یہی راز ہے کہ جب ہم سلف صالحین کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو متعجب اور حیران ہو جاتے ہیں کہ اس مختصر سی زندگی کے اندر انہوں نے کتنے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں کہ آج سینکڑوں لوگ مل کر بھی صرف ایک شخصیت کے کارناموں کو نہیں پہونچ سکتے۔ مثال کے طور پر ہم صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ذکر کریں گے کہ جن کے بارے میں ان کے شاگرد خاص ابن القیم نے کہا: میں آپ کے شب وروز کے معمول اور خامہ فرسائی میں فراوانی کے عجیب مناظر کا مشاہدہ کیا؛ چنانچہ آپ ایک دن میں اتنا لکھ دیتے جتنا ایک روایتی روزگار کاتب (پہلے زمانے میں ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر جیسی سہولتیں نہیں تھیں۔ کتابوں کے لکھنے اور اسکے کئی نسخے بنانے کیلئے روایتی پیشہ ور ناسخ اور کاتب ہوتے تھے۔ مصنفین اور مؤلفین انہیں سے اپنی کتابیں پیسہ دیکر لکھواتے اور اس کتاب کے کئی نسخے بنواتے تھے۔ اُس زمانے میں انہیں ناسخ اور وراق کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہ بڑے ہی خوشخط انداز میں تیزی سے اور روانی سے کتابیں تحریر کرتے تھے۔ اس طور پر علامہ ابن تیمیہ کے لکھنے میں اور آپ کی تصنیف وتالیف کے کاموں میں برکت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے) ہفتہ عشرے میں لکھتا ہے، اور جب آپ لشکر میں ہوتے تو آپ کی طاقت وقوت کا مشاہدہ کر کے فوجی دنگ رہ جاتے (الوابل الصيب من الكلم الطيب لابن القيم: 77، تحقيق: سيد ابراهيم الناشر: دار الحديث القاهرة رقم الطبعة: الثالثة، 1999م)۔ ابن قیم نے آپ کی زندگی کے صرف دو پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ آپ عابد وزاہد بھی تھے، اسکی بھی گواہی خود ابن قیم نے دی ہے کہ آپ فجر کے بعد مسجد میں چاشت کے وقت تک بیٹھتے، اس درمیان آپ ذکر واذکار اور تسبیحات میں مشغول رہتے۔ اور کبھی کبھی دوپہر تک

بیٹھے رہتے، اور کہتے: یہی میرا دو پہر کا کھانا ہے، اگر یہ غذا مجھے نہ ملے تو میری طاقت ختم ہو جائے گی (المصدر السابق: 44)۔ آپ قوم کی تعلیم وتربیت میں بھی وقت دیتے تھے، آپ نوعمری ہی میں مسند تدریس پر فائز ہوگئے تھے، نیز فقہ وفتاوی کی ایک لمبی فہرست ہے جس سے آپکی عوام کے ساتھ دینی امور میں مشغولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے؛ چنانچہ مجموع فتاوی ابن تیمیہ پینتیس/35 جلدوں سے زیادہ پر مشتمل ہے۔ آپ دعوت الی اللہ کے کاموں میں بھی کافی وقت دیتے تھے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے میں آپ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ کو مقلدین ومخالفین کی تنقیدوں کا شکار نیز وقت کے سلاطین کے عتاب کا شکار ہونا پڑا اور کئی بار جیل کی صعوبتوں کو برداشت کرنا پڑا۔ اس کے باوجود آپ نے دعوت الی اللہ، انکار منکر نیز تصنیف وتالیف کا کام وہاں بھی نہیں چھوڑا۔ اللہ آپ کو غریق رحمت فرمائے۔

چنانچہ آج ہمارا تعلق چاہے تعلیم وتربیت کے میدان سے ہو یا دعوت کے، تجارت کے میدان سے ہو یا کسی خاص پیشے سے، ہر میدان میں ضرورت ہے برکت کی، اسکے اصولوں اور اسکے ذرائع واسباب پر عمل کرنے کی؛ تاکہ اللہ تعالی کے اس فرمان کے مطابق ہم اپنے آپ کو ڈھال سکیں، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ نقل کررہا ہے: ﴿وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾[مریم:۳۱] ترجمہ: اور اللہ نے مجھے مبارک بنایا ہے جہاں کہیں بھی رہوں اور مجھے نماز وزکاۃ ادا کرنے کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ رہوں۔

مطلب ایسا بابرکت زندگی والا شخص جب بھی اور جہاں بھی ہوتا ہے لوگ اس سے خیر وبھلائی، تعلیم وتربیت نیز دعوت الی اللہ کی برکتیں حاصل کرتے رہتے ہیں، پس جو بھی اس سے ملتا ہے یا اس کی صحبت اختیار کرتا ہے برکتوں سے ہمکنار ہوتا ہے۔(تفسیر السعدی:3/200)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ برکت یہ ایک الہی آفر ہے کمپنی کے اس اسپیشل آفر کی طرح کہ جس کے مطابق ایک محدود متعینہ مدت تک کم قیمت میں زیادہ سامان خرید سکتے ہیں، بالکل ایسے ہی اگر ہم برکت کے اصول وضوابط پر عمل کریں تو یقیناً کم مدت میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں بٹور سکتے ہیں اور اپنی اس زندگی میں بھی زیادہ سے زیادہ سکون اور خوشیاں جمع کر سکتے ہیں۔ ایک بات اور بھی مدنظر ہونی چاہیئے کہ یہ الہی آفر تمام امتیوں کیلئے نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف امت محمدیہ کیلئے ہے جس طرح کہ کمپنی کبھی کبھی اپنے کچھ خاص مہنگے گراہکوں کیلئے اسپیشل آفر دیتی ہے اسی طرح سے یہ برکت صرف امت محمدیہ کیلئے ہے جو کہ اللہ کی نظر میں بہت ہی زیادہ اہم ہے کیونکہ یہی امت قیامت کے دن پچھلی تمام امتیوں کیلئے گواہ بنائی جائیگی اور سیدنا نبی پاک ﷺ سب پر گواہ ہونگے اور فیصلے کیلئے ساری مخلوق کی سربراہی کریں گے۔

برکت کی اہمیت سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ کسی بھی چیز میں اعتبار کیفیت اور حصول برکت کی ہوتی ہے نہ کہ کثرت کی، اصولوں کی پابندی کی ہوتی ہے نہ کہ سواد اعظم اور ازدحام وبھیڑ کی۔ اللہ نے کثرت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ﴾[غافر:۶۱] ترجمہ: اکثر لوگ تو ناشکرے ہوتے ہیں۔

اورایک جگہ فرمایا: ﴿وَإِن تُطِعۡ أَكۡثَرَ مَن فِي ٱلۡأَرۡضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنۡ هُمۡ إِلَّا يَخۡرُصُونَ﴾ [الانعام:۱۱۶] ترجمہ: اگرآپ اکثریت کی بات مانیں گےتو وہ آپ کواللہ کی راہ سے بھٹکادیں گے، یہ تو صرف وہم وگمان کی پیروی کررہے ہیں اورصرف اٹکل پچو مار رہے ہیں۔

وہیں پر اللہ تعالی نے کم اورقلت کے بارے میں فرمایا: ﴿ٱعۡمَلُوٓاْ ءَالَ دَاوُۥدَ شُكۡرٗاۚ وَقَلِيلٞ مِّنۡ عِبَادِيَ ٱلشَّكُورُ﴾ [سبا:۱۳] ترجمہ: اے آل داود! شکریہ بجالاؤ، اور میرے بندوں میں کم شکرگزارہیں۔

اورحدیث کے اندرجس گروہ کےحق پرہونے اوراسکے غلبہ پانے نیز اللہ تعالی کی مدداسکے شامل حال رہنےکی پیشین گوئی کی گئی ہےوہ بھی ایک چھوٹی تعداد ہے،حدیث کےالفاظ اس طرح ہیں: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ (وفي رواية: ظَاهِرِينَ عَلَى الحَقّ) لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ". (سنن الترمذی: أبواب الفتن، باب ما جاء في الشام، ومسند الامام أحمد ط الرسالة: 472/33، إسناده صحيح) ترجمہ: معاویہ بن قرہ اپنے والد سیدنا قرہ المزنی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول نے ارشادفرمایا: جب اہل شام میں بگاڑ پیدا ہوجائے گی تو تمہارے اندرکوئی بھلائی نہیں رہ جائیگی، اورمیری امت میں سے ایک گروہ حق پرقائم رہےگا، اللہ کی مدداسکے ساتھ رہے گی، اورقیامت تک اسے کوئی نقصان نہیں پہونچاسکے گا۔

دوسرا نتیجہ یہ اخذ کرسکتے ہیں کہ اگر بھلے کاموں میں جیسے دعوت الی اللہ کے کاموں میں یا دیگر دینی معاملات یا اورکسی دنیوی جائزامور میں بہت زیادہ محنت ومشقت صرف کرنے کے باوجود فائدہ یا پیداوارکم دکھ رہاہو یا یہ کہ خاطرخواہ نتیجہ برآمد نہ ہورہاہوتوسمجھناچاہئیے کہ ہم کہیں نہ کہیں ضروربرکت کےضوابط اور اسکےاصولوں کی پابندی نہیں کررہے ہیں یادیگرکسی دینی ضابطے کی خلاف ورزی ضرورکررہےہیں۔

جہاں ایک طرف سارے اللہ کے نیک بندے حصول برکت کےمحتاج ہیں اورانہیں اسکے لئے کوشش کرنا چاہئیے وہیں دوسری طرف خاص طور سے دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینے والے، مربیان امت یعنی علماء صالحین نیز طالبان علوم نبوت اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ ان کے لئے سلف صالحین کی زندگیاں قابل تقلید ہیں، انکی زندگیوں کا سوانحی خاکہ تیارکرکے نصب العین کےطور پرسامنے رکھنا چاہئیے۔ کیونکہ برکت یہ ایک الہی نعمت ہے، یہ تمام جہان کی پرورش کرنے والے کی طرف سےایک رحمت ہے، بلکہ ارحم الراحمین کی طرف سےایک عظیم تحفہ ہےجسکی جستجومیں ایک عقلمنداوردانا ہمیشہ لگارہتاہے، اوررب غفور سے ہمہ وقت یہ التماس کرتارہتاہےکہ وہ اس سےجس بھی جہت سےراضی ہواس کے لئے برکتوں کادروازہ کھول دے۔ اورآج اس مشغولیت بھری دنیامیں ہرمومن کی یہی خواہش ہوگی کہ کم وقت میں، کم محنت کرکے دنیاوآخرت ہردوجہان کی زیادہ سے زیادہ اچھائیاں بٹورلے۔

فضائل و دلائل

# حج اور اسکے مساوی اعمال

● شیخ نثار احمد محمد مستقیم مدنی (شیخ الجامعۃ جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

حج بیت اللہ مذہب اسلام کا پانچواں اہم ترین ستون ہے جس پر مذہب اسلام کی بنیاد قائم ہے جو ہر صاحب استطاعت مسلمان عاقل و بالغ اور آزاد مرد و زن پر زندگی میں ایک دفعہ واجب ہے یہ ایک ایسا عالمگیر دینی اجتماع ہے جس میں اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لیے دنیا کے کونے کونے سے فرزندان توحید ہر سال ندائے ابراہیمی پر لبیک کہتے ہوئے ارض مقدس میں حاضر ہوتے ہیں، مختلف رنگ و نسل، زبان و کلچر کے مالک مرد و زن پیر و جواں، خرد و کلاں کا خانہ کعبہ اور مشاعر مقدسہ کا قصد کرنا درحقیقت اسلامی وحدت و یکجہتی اور شعائر اسلام کے اظہار کا حسین مظہر ہے۔ سال کے ان مخصوص دنوں میں ایک جگہ حجاج کرام اکٹھا ہوکر ایک ساتھ مختلف انداز کے اعمال و عبادات کے ذریعہ اس فریضہ کو سرانجام دیتے ہیں، ان گنت اجر و ثواب کو حاصل کرتے اور ابلیس لعین کو ذلیل و خوار کرتے ہیں۔

بلاشبہ حج بیت اللہ اپنے جلو میں اہل دانش و بینش کے لئے اصلاح و تربیت، ایمان و ایقان اور توحید و اتباع کے علاوہ ان گنت دروس و عبر، پند و موعظت اور فوائد و منافع کے مختلف گوشوں اور زاویوں کو سموے ہوے ہے لیکن یہاں پر رسول اکرم ﷺ کے بیان کردہ حج کے چند فضائل اور حج و عمرہ کے قائم مقام اعمال سے پردہ اٹھانے کی ایک متواضع کوشش ہدیہ قارئین کی جارہی ہے:

**1) حج مبرور کا بدلہ جنت ہے:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"الحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة" (صحیح البخاری:1773، صحیح مسلم:1349)

حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں اللہ کی نافرمانی نہ کی گئی ہو۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی نیکی کے کام زیادہ کرنے لگ جائے اور دوبارہ گناہوں کی طرف نہ لوٹے۔

**2) حج گناہوں کو مٹا دیتا اور فقر و فاقہ کو ختم کردیتا ہے:**

* سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی تو میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔ تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا لیکن میں نے اپنا ہاتھ آگے کھینچ لیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: عمرو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

میں نے کہا: میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: کون سی شرط؟

میں نے کہا: میری شرط یہ ہے کہ اللہ تعالی میرے گناہ معاف کردے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**"أما علمت أن الإسلام يهدم ما كان قبله، و أن الهجرة تهدم ما كان قبلها، و أن الحج يهدم ما كان قبله"**(مسلم:121)

* صحابی جلیل جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**"أديموا الحج و العمرة فإنهما ينفيان الفقر و الذنوب كما تنفي الكير خبث الحديد"**(الطبرانی والدارقطنی وصححہ الالبانی فی الصحیحۃ:1185)

### 3) ایمان اور جہاد کے بعد سب سے افضل عمل حج ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: **"إيمان بالله و رسوله"** پوچھا گیا پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"جهاد في سبيله"** پوچھا گیا پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"حج مبرور"** (البخاری:1519، مسلم:83)

### 4) حج سب سے افضل جہاد ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! ہم یہ سمجھتی ہیں کہ جہاد کرنا سب سے افضل عمل ہے تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"لكن أفضل الجهاد حج مبرور"**(البخاری:1520)

### 5) عمر رسیدہ، کمزور اور عورت کا جہاد حج وعمرہ ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"جهاد الكبير و الضعيف و المرأة: الحج و العمرة"**(النسائی-وصححہ الألبانی)

### 6) حجاج کرام اللہ کے مہمان ہوتے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**"الغازي في سبيل الله و الحاج و المعتمر وفد الله، دعاهم فأجابوه، و سألوه فأعطاهم"**(ابن ماجۃ، ابن حبان-صحیح الترغیب والترہیب:1108)

### 7) سفر حج کے دوران موت آجائے تو انسان کے لئے جنت میں داخلہ کی نوید ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"من خرج حاجا فمات، كتب له أجر الحج إلى يوم القيامة، و من خرج معتمرا فمات، كتب له أجر المعتمر إلى يوم القيامة....."**

(رواہ أبو یعلی-صحیح الترغیب والترہیب:1114)

حبر الأمہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عرفات میں وقوف کیا اسے اچانک اس کی اونٹنی نے نیچے گرادیا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہوگیا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"اغسلوه بماء و سدر، و كفنوه بثوبيه، و**

**لاتخمروا رأسه, ولاتحنطوه، فإنه يبعث يوم القيامة ملبيا**"(صحیح البخاری:1849،1850،مسلم:1206)

**8) مناسک حج کی فضیلت میں ایک عظیم حدیث:**

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم بیت اللہ کا قصد کر کے گھر سے روانہ ہوتے ہو تو تمہاری سواری کے ہر ہر قدم پر اللہ تعالی ایک ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک ایک گناہ معاف کر دیتا ہے اور جب تم وقوف عرفہ کر رہے ہوتے ہو تو اللہ عزوجل آسمان دنیا پر آ کر فرشتوں کے سامنے حجاج کرام پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے: دیکھو یہ میرے بندے ہیں جو دور دراز سے پراگندہ حالت میں اور غبار آلود ہو کر میرے پاس آئے ہیں۔ یہ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (حالانکہ انھوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے) اور اگر یہ مجھے دیکھ لیتے تو پھر ان کی حالت کیا ہوتی! پھر اگر تمہارے اوپر تہہ در تہہ ریت کے ذرات کے برابر، یا دنیا کے ایام کے برابر، یا بارش کے قطروں کے برابر گناہ ہوں تو اللہ تعالی ان تمام گناہوں کو تم سے دھو دیتا ہے۔ اور جب تم جمرات کو کنکریاں مارتے ہو تو اس کا اجر اللہ تعالی تمہارے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے۔ اور جب تم سر منڈواتے ہو تو ہر بال کے بدلے اللہ تعالی تمہارے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ پھر جب تم طواف کرتے ہو تو اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتے ہو جیسا کہ تم اپنی ماں کے پیٹ سے گناہوں سے بالکل پاک پیدا ہوئے تھے"۔ (الطبرانی-وحسنہ الالبانی فی صحیح الجامع الصغیر:1360)

اللہ کے کچھ نیک بندے رات و دن زیارت حرمین کی تمنا کرتے ہیں، روتے ہیں، رب سے دعائیں کرتے ہیں، اسباب سفر اپنانے کی کوشش بھی کرتے ہیں مگر رب کی مرضی کے سامنے بے بس و لاچار ہوتے ہیں۔ کچھ کو غربت و افلاس کی بنا پر حج بیت اللہ کی سعادت نصیب نہیں ہو پاتی کچھ اپنی بیماری وضعیف العمری کے سبب حاضری سے محروم رہتے اور کچھ دوسرے اسباب وموانع کی وجہ سے یہ سعادت نہیں حاصل کر پاتے۔ حالانکہ بسا اوقات اس کی وجہ سے بہت سارے فقراء ومساکین احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ذیل میں چند ایسے اعمال پیش کئے جا رہے ہیں جنہیں ایک مسلمان خواہ غریب ہو یا امیر مکہ مکرمہ اور مشاعر مقدسہ جائے بغیر بھی اگر گھر بیٹھ کر انجام دے لے تو فرمان نبوی ﷺ کے بموجب وہ اجر و ثواب کے اعتبار سے میزان میں حج و عمرہ کے برابر کا مستحق ہوگا۔

**(1) فجر کی نماز کے بعد سے طلوع شمس تک مسجد ہی میں ٹھہرنا اور پھر دو رکعت چاشت کی نماز ادا کر کے گھر واپس ہونا:**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

**من صلى الغداة في جماعة، ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس، ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة وعمرة تامة تامة.**(صحیح الترمذی:586)

''جس نے جماعت سے فجر کی نماز پڑھی پھر اللہ کے ذکر میں مشغول رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پھر دو رکعت نماز

پڑھی،تو اس کے لئے مکمل حج اور عمرے کے برابر ثواب ہے''۔

**(2) جماعت سے نماز پڑھنے جانا اور نفل پڑھنے جانا:**

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:من مشي إلى صلاة مكتوبة في الجماعة فهي كحجة، ومن مشي إلى صلاة تطوع (في رواية أبي داود . أي صلاة الضحى) فهي كعمرة تامة.(صحیح الجامع:6556)

''جو آدمی جماعت سے فرض نماز پڑھنے نکلتا ہے تو اس کا ثواب حج کے برابر ہے اور جو نفلی نماز کے لئے نکلتا ہے، ابوداؤد کی روایت میں ہے چاشت کی نماز کے لئے نکلتا ہے تو اسے مکمل عمرہ کا ثواب ملتا ہے''۔

**(3) مسجدوں کے علمی مجالس میں شریک ہونا:**

آپ ﷺ کا فرمان ہے:من غدا إلى المسجد لا يريد إلا أن يتعلم خيراً أو يُعَلِّمه، كان له كأجر حاج تاماً حجته۔(صحیح الترغیب:86)

ترجمہ: جو مسجد کی طرف علم حاصل کرنے یا علم سکھلانے کے لئے نکلتا ہے تو اسے مکمل حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔

**(4) نماز کے بعد ذکر و اذکار کرنا:**

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

"جاء الفقراء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا: ذهب أهل الدثور بالدرجات العُلى والنعيم المقيم، يصلون كما نصلي ويصومون كما نصوم، ولهم فَضْلٌ من أموال يحجون بها ويعتمرون ويجاهدون ويتصدقون، قال: ألا أحدثكم بأمر إن أخذتم به أدركتم من سبقكم ولم يدرككم أحد بعدكم، وكنتم خير من أنتم بين ظهرانيه إلا من عمل مثله: تسبحون وتحمدون وتكبرون خلف كل صلاة ثلاثاً وثلاثين".(صحیح البخاری:843)

''کچھ مسکین لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور بولے کہ مال والے تو بلند مقام اور جنت لے گئے۔ وہ ہماری ہی طرح نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔اور ان کے لئے مال کی وجہ سے فضیلت ہے، مال سے حج کرتے ہیں، اور عمرہ کرتے ہیں، اور جہاد کرتے ہیں، اور صدقہ دیتے ہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس کی وجہ سے تم پہلے والوں کا درجہ پاسکو اور کوئی تمہیں تمہارے بعد نہ پاسکے اور تم اپنے بیچ سب سے اچھے بن جاؤ سوائے ان کے جو ایسا عمل کرے۔ وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد تم تینتیس بار(33) سبحان اللہ تینتیس بار(33) الحمدللہ اور تینتیس بار(33) اللہ اکبر کہو''۔

**(5) رمضان میں عمرہ کرنا:**

نبی ﷺ نے ایک انصاریہ عورت سے فرمایا تھا:

فإذا جاء رمضانُ فاعتمِري . فإنَّ عُمرةً فيه تعدِلُ حجَّةً.(صحیح مسلم:1256)

''جب رمضان آئے تو تم عمرہ کرلینا کیونکہ اس (رمضان) میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک خاتون نے اپنے شوہر کو

رسول ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور اس نے کہا"وإنَّها أمرَتْني أن أسألَك ما يعدِلُ حجَّةً معَكَ فقالَ رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ أقرِئها السَّلامَ ورحمةَ اللَّهِ وبرَكاتِه وأخبِرْها أنَّها تعدِلُ حجَّةً معي يَعني عُمرةً في رَمضانَ"(صحیح أبی داود:1990)

''اس مرد نے نبی ﷺ سے کہا کہ اس عورت (میری بیوی) نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ سے یہ دریافت کروں کہ کون سا عمل آپ کے ساتھ حج کے برابر ہوسکتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے (میری طرف سے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا اور اسے بتانا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے''۔

**(6) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا:**

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

**أن رجلاًجاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: إني أشتهي الجهاد ولا أقدر عليه، قال: هل بقي من والديك أحد؟ قال: أمي، قال: قابل الله في برها، فإن فعلت فأنت حاج ومعتمر ومجاهد.**

''ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں مگر اس کی طاقت نہیں۔ تو آپ نے پوچھا کہ تمہارے والدین میں سے کوئی باحیات ہیں؟ تو اس نے کہا کہ ہاں میری ماں تو آپ نے بتایا کہ جاؤ ان کی خدمت کرو، تم حاجی، معتمر اور مجاہد کہلاؤ گے''۔

☆ بوصیری نے کہا کہ ابویعلی اور طبرانی نے اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔(اتحاف الخیرہ:5/474) عراقی نے تخریج الاحیاء میں حسن اور منذری نے الترغیب والترھیب میں جید کہا ہے۔(شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے: ضعیف الترغیب والترھیب: ۲/ ۷۳، مدیر الجماعۃ)

**(7) مسجد قبا میں نماز پڑھنا:**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"**من تطَهَّرَ في بيتِهِ ، ثمَّ أتى مسجدَ قباءٍ ، فصلَّى فيهِ صلاةً ، كانَ لَهُ كأجرِ عمرةٍ**".(صحیح ابن ماجہ:1168)

''جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجدِ قبا آئے اور اس میں نماز ادا کرے، تو اس کو عمرہ کے برابر ثواب ملے گا''۔

**(8) حاجی کا سامان سفر تیار کرنا یا ان کے اہل خانہ کی خبر گیری کرنا:**

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

**"من جهَّز غازيًا، أوجهزحاجًّا ،أوخلَفه في أهلِه ، أوفطَّر صائمًا ؛ كان له مثلُ أجورِهم ، من غير أن ينقصَ من أجورِهم شيءٌ"**(صحیح الترغیب: 1078)

''جس نے مجاہد کا سامان سفر تیار کیا یا حاجی کا سامان سفر تیار کیا یا ان کے گھر والوں کی خبر گیری کی یا کسی روزے دار کو افطار کیا تو اس کے لئے ان ہی کے برابر اجر ہے اور ان کے یعنی غازی یا حاجی یا روزہ دار کے اجر میں ذرہ برابر کمی نہیں کی جائے گی''۔

احکام ومسائل

# عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی سے متعلق چند اہم مسائل

● شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی (داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

## عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت:

ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن بڑے فضیلت والے ہیں، دیگر ایام کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں میں نیک اعمال سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

''عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ''مَا العَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلَ مِنْهَا فِي هَذِهِ!'' قَالُوا: وَلاَ الجِهَادُ؟ قَالَ:''وَلاَ الجِهَادُ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ'' (صحیح البخاری:969)۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:''ان دس دنوں سے زیادہ کسی بھی دن میں نیک عمل افضل نہیں! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جہاد بھی نہیں، سوائے اس آدمی کے جو اپنی جان ومال کی بازی لگا کر جہاد کے لئے جائے اور کچھ بھی لے کر واپس نہ آئے۔

ان ایام کی اس قدر فضیلت کا سبب ان میں بیشتر عبادات اور قربت الٰہی کے کاموں کا اکٹھا ہونا ہے، جیسا کہ علماء کرام نے اس کی وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ السَّبَبَ فِي امْتِيَازِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ لِمَكَانِ اجْتِمَاعِ أُمَّهَاتِ الْعِبَادَةِ فِيهِ وَهِيَ الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَالْحَجُّ وَلَا يَتَأَتَّى ذَلِكَ فِي غَيْرِهِ'' (فتح الباری لابن حجر (2/460)۔

عشرۂ ذی الحجہ کی اس امتیازی شان کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نماز، روزہ، صدقہ، اور حج جیسی بنیادی عبادتیں اکٹھا ہو جاتی ہیں، جبکہ ان کے علاوہ دیگر ایام میں یہ چیز نہیں ہوتی۔

اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اسے دنیا کے افضل ترین دن قرار دیا ہے، ارشاد گرامی ہے:

''أفضلُ أيامِ الدُّنيا أيامُ العَشْرِ'' [دیکھئے: صحیح الجامع حدیث (1133)]۔

دنیا کے سب سے افضل دن ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔

## ہلال ذی الحجہ دیکھنے کے بعد ناخن اور بال کا حکم:

ذی الحجہ کا ہلال دیکھ لینے کے بعد قربانی کا ارادہ رکھنے والا ناخن، بال وغیرہ نہ کاٹے۔

''عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ

وَأَظْفَارِهِ''(صحیح مسلم:1977)۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو، اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔

اور ایک روایت میں ہے: ''فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ، وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ''۔

اپنا کوئی بھی بال اور ناخن نہ کاٹے یہاں تک کہ قربانی کر لے۔

واضح رہے کہ یہ پابندی اس کے لئے ہے جس کا قربانی کا ارادہ ہو، اس کے لئے نہیں جس کی طرف سے قربانی کی جائے۔

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فأما الذي يضحى عنه فلا حرج عليه، وعلى هذا فإذا أراد الإنسان أن يضحي عنه وعن أهل بيته بأضحية واحدة كما هي السنة، فإن أهل البيت لا يلزمهم أن يمسكوا عن الشعر، وعن الظفر، وعن البشرة''(مجموع فتاوی ورسائل العثیمین:21/38)

(چونکہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کا ارادہ رکھنے والے کو مخاطب کیا ہے اس لئے) جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہو اس کے لئے بال ناخن وغیرہ کاٹنے میں کوئی حرج نہیں، اور اسی بنیاد پر اگر انسان اپنی اور اپنے اہل خانہ کی جانب سے ایک ہی قربانی کرنا چاہتا ہو جیسا کہ یہی سنت بھی ہے، تو اہل خانہ پر بال و ناخن کاٹنے کی پابندی نہیں ہوگی۔

ہاں البتہ اگر کسی کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو اور وہ نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اپنا بال کاٹے، ناخن تراشے، مونچھیں کاٹے اور زیر ناف کے بال صاف کرے تو اس کو قربانی کا اجر ملے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:''أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ''. قَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا أُضْحِيَّةً أُنْثَى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ:''لَا، وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ''(سنن أبی داود(3/93)، حدیث(2789)، وسنن النسائی، (7/212) حدیث (4365)۔علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے عبداللہ بن عمرو کے شاگرد عیسیٰ بن ہلال صدفی کے مجہول ہونے کے سبب ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ مسند احمد کے محققین فرماتے ہیں: ''إسناده حسن''(اس کی سند حسن ہے)، دیکھئے: مسند أحمد طبع الرسالۃ(11/139)، حدیث(6575)۔اسی طرح سنن نسائی کے معروف شارح علامہ آدم ابن الشیخ الاثیوبی نے اپنی شرح میں عیسی کی تجہیل سے عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے بوجوہ اسے حسن قرار دیا ہے۔(دیکھئے:ذخيرة العقبى في شرح المجتبى(33/285)۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے قربانی کے دن کو عید بنانے کا حکم دیا گیا ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمایا ہے۔ایک شخص نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے اگر میرے پاس صرف ایک مادہ (عطیہ کا) جانور ہو تو میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم اپنے بال اور ناخن کاٹ لو، اور مونچھیں کتر

لواورزیر کے بال صاف کرلو، یہ سارے کام اللہ عزوجل کے ہاں تمہاری پوری قربانی ہوں گے۔

**یوم عرفہ کا روزہ:**

عشر ذی الحجہ کی نویں تاریخ جسے یوم عرفہ کہا جاتا ہے اس کی بڑی فضیلت وارد ہے، غیر حجاج کے لئے اس تاریخ کے روزہ کی بھی بڑی فضیلت ہے۔

”قَالَ(أَبو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ): وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ:" يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ“۔(صحیح مسلم:1162)۔

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:”وہ اگلے اور پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے“۔

البتہ حجاج کرام کے لئے یہ روزہ مستحب نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفہ میں روزہ کی حالت میں نہ تھے، جیسا کہ ام الفضل بنت الحارث کی روایت میں ثابت ہے۔(دیکھئے: صحیح مسلم: 1123)۔

**آفاقی عرفہ کا روزہ کب رکھیں؟**

عام طور پر عرفہ کے روزہ کے سلسلہ میں اس امر میں اختلاف رونما ہوتا ہے کہ آفاقی عرفہ کا روزہ اپنے ملکوں کے مطلع اور رویت کے مطابق نویں ذی الحجہ کو رکھیں یا پھر جس دن حجاج کرام مشعر عرفات میں وقوف کرتے ہیں؟

یہ مسئلہ بنیادی طور پر مطالع کے اختلاف واتحاد کے معروف مسئلہ پر موقوف ہے، جس سے نماز، روزہ، حج اور طلوع وغروب آفتاب اوراس کے علاوہ دیگر بکثرت مسائل متعلق ہیں۔اور علماء محققین کے یہاں مطالع کا اختلاف معتبر ہے۔لہٰذا اس سلسلہ میں راجح موقف یہ ہے کہ تمام لوگ اپنے ملک کی رویت کے مطابق نویں تاریخ کو روزہ رکھیں گے۔

علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سئل فضيلة الشيخ - رحمه الله تعالى -: إذا اختلف يوم عرفة نتيجة لاختلاف المناطق المختلفة في مطالع الهلال فهل نصوم تبع رؤية البلد التي نحن فيها أم نصوم تبع رؤية الحرمين؟

فأجاب فضيلته بقوله: هذا يبنى على اختلاف أهل العلم: هل الهلال واحدفي الدنيا كلها أم هو يختلف باختلاف المطالع؟ والصواب أنه يختلف باختلاف المطالع، فمثلاً إذا كان الهلال قد رؤي بمكة، وكان هذا اليوم هو اليوم التاسع، ورؤي في بلد آخر قبل مكة بيوم وكان يوم عرفة عندهم اليوم العاشر فإنه لا يجوز لهم أن يصوموا هذا اليوم لأنه يوم عيد، وكذلك لو قدر أنه تأخرت الرؤية عن مكة وكان اليوم التاسع في مكة هو الثامن عندهم، فإنهم يصومون يوم التاسع عندهم الموافق ليوم العاشر في مكة، هذا هو القول الراجح، لأن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: "إذا رأيتموه فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا" وهؤلاء الذين لم يُر في جهتهم لم يكونوا يرونه، وكما أن الناس بالإجماع يعتبرون

طلوع الفجر وغروب الشمس في كل منطقة بحسبها، فكذلك التوقيت الشهري يكون كالتوقيت اليومي. (مجموع فتاوی ورسائل العثیمین (47/20))۔

**سوال :** مختلف ممالک میں مطالعِ ہلال کے اختلاف کے سبب اگر عرفہ کا دن مختلف ہوتو کیا ہم اپنے ملک کی رویت کے اعتبار سے عرفہ کا روزہ رکھیں یا حرمین کی رویت کے اعتبار سے؟

**جواب :** یہ مسئلہ اہل علم کے اس اختلاف پر مبنی ہے کہ آیا ہلال پوری دنیا میں ایک ہی ہے یا پھر مطالع کے اختلاف کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے؟ صحیح بات یہ ہے کہ ہلال ایک نہیں بلکہ مطالع کے اختلاف سے مختلف ہوا کرتا ہے، بنا بریں اگر مکہ میں ہلال نظر آئے اور وہاں نویں تاریخ ہو، اور دوسرے ملک میں مکہ سے ایک دن پہلے نظر آئے تو ان کے یہاں یوم عرفہ دسویں تاریخ کو ہوگا، اور ایسی صورت میں ان کے لئے روزہ رکھنا جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ عید کا دن ہے، اسی طرح اگر مان لیا جائے کہ کہیں مکہ سے ایک دن تاخیر سے رویت ہوئی ہوتو مکہ میں نویں تاریخ اُن کے یہاں آٹھویں تاریخ ہوگی، ایسی صورت میں وہ اپنے یہاں کی نویں تاریخ کو روزہ رکھیں گے جو مکہ میں دسویں تاریخ ہوگی، یہی قول راجح ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا‘‘۔ (مسند احمد: ۷۸۶۴)

جب تم ہلال دیکھوتو روزہ رکھو اور جب ہلال دیکھوتو روزہ چھوڑو۔

اور یہ لوگ جن کی طرف ہلال نظر نہیں آیا وہ ہلال دیکھنے والے نہیں کہلائیں گے۔ نیز جس طرح لوگ اجماعی طور پر صبح صادق اور غروب آفتاب کا اعتبار اپنے اپنے ملک کے مطابق کرتے ہیں، اسی طرح ماہانہ اوقات کی تعیین بھی یومیہ اوقات کی تعیین جیسی ہوگی۔

## قربانی:

قربانی خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کی اپنے لخت جگر اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یادگار ہے، جسے اللہ عزوجل نے اپنے خلیل کی محبوب ادا کے طور پر شریعت اسلامیہ کا ایک عظیم الشان شعار قرار دیا ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان عبادت اورقربت الٰہی کا ذریعہ ہے، قربانی حکم الٰہی پر تسلیم و رضا اور فدائیت کی نہایت اعلیٰ مثال ہے۔

## قربانی کا حکم:

اہل علم کے صحیح قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ’’إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا‘‘ جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہوجائے تو جسے قربانی کرنے کا ارادہ ہو اسے چاہئے کہ اپنے بال اور جسم سے کچھ نہ کاٹے۔ (مسلم: 1977)

حدیث رسول میں ’’قربانی کرنے کا ارادہ ہو‘‘ کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے۔ (المغنی ۳۶۱/۱۳ والمجموع ۳۵۶/۸)

اور ابوسریحہ حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’لَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَمَا يُضَحِّيَانِ عَنْ أَهْلِهِمَا خَشْيَةَ أَنْ يُسْتَنَّ بِهِمَا‘‘ (سنن کبری بیہقی: ۱۹۵۰۸، دیکھئے: ارواء الغلیل ۳۵۵/۴، ۱۱۳۹، صحیح)

میں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ کبھی کبھار اس

خوف سے قربانی نہیں کرتے تھے کہ کہیں لوگ انہیں دیکھ کر اسے واجب نہ سمجھنے لگیں۔

اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''**إِنِّي لَأَدَعُ الأَضْحَى وَإِنِّي لَمُوسِرٌ مَخَافَةَ أَنْ يَرَى جِيرَانِي أَنَّهُ حَتْمٌ عَلَيَّ**'' کہ میں (کبھی کبھار) استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا ہوں اس خوف سے کہ کہیں میرے پڑوسی اسے فرض نہ سمجھ لیں۔ (سنن کبری بیہقی :۱۹۵۱۱، دیکھئے: ارواء الغلیل ۴/۳۵۵/ ۱۱۳۹، صحیح)

## قربانی کے ایام:

قربانی کا وقت نماز عید الاضحیٰ کے بعد سے شروع ہو کر ایام تشریق کے آخری دن (۱۳/ ذی الحجہ) تک جاری رہتا ہے، اس طرح ذبح کی کل مدت چار دن ہے، البتہ پہلا دن ہی افضل ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "**إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ، فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا**" (بخاری:۹۵۱)۔ آج کے دن ہم سب سے پہلا کام نماز عید الاضحیٰ پڑھیں گے پھر واپس ہو کر قربانی کریں گے، لہٰذا جس نے ایسا کیا اُس نے ہماری سنت پالیا۔

نیز ارشاد ہے: "**...وكل أيام التشريق ذبح**" تمام ایام تشریق (ایام منیٰ ۱۱/ ۱۲/ ۱۳) ذبح کے دن ہیں۔ (الصحيحة :۲۴۷۶، وصحيح الجامع:۴۵۳۷، والتعليقات الحسان على صحيح ابن حبان:۳۸۴۳)۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "**أيام النحر يوم الأضحى وثلاثة أيام بعده**" (زاد المعاد ۲/ ۲۸۹)۔ قربانی کے ایام چار ہیں: عید کا دن اور اس کے بعد تین دن۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے مسئلہ میں علماء کے چار اقوال ذکر کئے ہیں، لیکن دلائل کی روشنی میں اس قول کو راجح قرار دیا ہے، اور فرماتے ہیں: یہی حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، اوزاعی اور امام شافعی رحمہم اللہ کی رائے ہے (دیکھئے: زاد المعاد ۲/ ۱۸۹، هدي النبي ﷺ في الأضاحي، نیز دیکھئے: التحقيق والإيضاح لكثير من مسائل الحج والعمرة والزيارة على ضوء الكتاب والسنة لابن باز (ص:64)، والمنهج لمريد العمرة والحج (ص: 16)، والشرح الممتع، 7/499) لابن عثيمين۔

## قربانی کا طریقہ:

قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے، گائے، بیل، بھینس اور بکرا ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھری تیز کر کے جانور کو اس کے بائیں پہلو پر لٹا دیا جائے، اور ذبح کرنے والا اپنا پیر جانور کی گردن پر رکھے اور پھر "**بسم الله الله أكبر، اللهم هذا منک ولک ، اللهم هذا عني يا (اللهم تقبل مني)**" کہہ کر ذبح کرے، اور اگر قربانی کسی اور کی طرف سے ہو تو "**مني يا عني**" کے بجائے "**عن يا من**" کہہ کر اس کا نام لے۔ (دیکھئے متعلقہ حدیثیں: مسلم ۱۹۶۷، صحیح ابوداود ۲/ ۵۴۰/ ۲۴۳۶، ارواء الغلیل ۴/ ۳۶۶/ ۱۱۵۲)۔

## قربانی کا جانور:

قربانی کے مشروع جانور اونٹ، گائے اور بکری (تمام جنسوں اور نسلوں سمیت) ہیں ارشاد باری ہے:

﴿لِّيَذْكُرُواْ ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ﴾ [الحج:۳۴] تاکہ اللہ نے جو انہیں چوپائے عطا فرمائے ہیں ان پر اللہ کا نام لیں۔

﴿بَهِيمَةِ ٱلۡأَنۡعَٰمِ﴾ سے مراد اونٹ، گائے اور بکری ہے۔(دیکھئے: تفسیر ابن کثیر ۱/ ۳۱۲، والمغنی ۱۳/ ۳۶۸)۔

بکرا، مینڈھا، دنبہ ایک شخص اور اونٹ، گائے، بیل، بھینس سات اشخاص کی طرف سے کافی ہوں گے۔ بکری بکرا کا ایک سالہ، گائے، بیل، بھینس کا دوسالہ اور اونٹ اونٹنی کا پانچ سالہ ہونا ضروری ہے۔علماء اہل حدیث رحمہم اللہ نے قربانی کے جانوروں میں دانتا ہونے کی شرط لگائی ہے، کیونکہ دانتا ہونے کی صورت میں مطلوبہ عمر کی تکمیل میں کوئی شبہہ باقی نہیں رہ جاتا۔ اسی طرح قربانی کے جانور کا صحیح سالم، عیوب سے پاک، صاف ستھرا، فربہ اور خوبصورت ہونا چاہئے، چنانچہ اندھا، کانا، لولا، لنگڑا، مریض، عضو کٹا یا ٹوٹا، بہت زیادہ دبلا پتلا اور لاغر و کمزور جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

## مردے کی طرف سے قربانی:

اس سلسلہ میں علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قربانی درحقیقت زندوں کے حق میں مشروع ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے قربانیاں کیا کرتے تھے، اور جہاں تک بعض جاہل عوام کا خیال ہے کہ قربانی صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے تو اس کی کوئی حقیقت نہیں۔اور مردوں کی طرف سے قربانی کی تین قسمیں ہیں:

۱- یہ کہ زندوں کے ساتھ مردوں کی طرف سے بھی کی جائے، مثلاً آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرے اور اس کے ذریعہ زندوں اور مردوں سب کی نیت کرے، اس قسم کی دلیل نبی کریم ﷺ کی وہ قربانی ہے جو آپ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے کرتے تھے، جبکہ آپ کے اہل خانہ میں سے بہت سے لوگ پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔

۲- یہ کہ مردوں کی طرف سے اس لئے کی جائے کہ وہ اس کی وصیت کر گئے ہوں، تو وصیت کا نفاذ جائز ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے......جس میں مرنے والا اپنے اہل کو کسی خیر کی وصیت کر گیا ہو اور وہ اسے نافذ نہ کریں تو ان کے گناہ گار ہونے کا ذکر ہے......: ﴿فَمَنۢ بَدَّلَهُۥ بَعۡدَ مَا سَمِعَهُۥ فَإِنَّمَآ إِثۡمُهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُۥٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٞ﴾ [البقرۃ:۱۸۱] تو جس شخص نے اسے (وصیت) سننے کے بعد بدل دیا اس کا گناہ بدلنے والے ہی پر ہوگا واقعی اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے۔

۳- یہ کہ زندوں کو چھوڑ کر صرف مردوں کی طرف سے انہیں ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کی جائے، تو یہ بھی جائز ہے، فقہائے حنابلہ نے صدقہ پر قیاس کرتے ہوئے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اس قربانی کا ثواب مردے کو پہنچے گا، اور میت اس سے فائدہ اٹھائے گا، جیسے کہ صدقہ کا پہنچتا ہے، لیکن ہمارے کہنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انفرادی طور پر صرف میت کی طرف سے قربانی کرنا سنت رسول ﷺ ہے، اس لئے کہ آپ نے اپنے فوت شدہ اقارب میں سے کسی کی طرف سے خاص قربانی نہ کی، نہ اپنے چچا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی طرف سے، نہ اپنی زندگی میں فوت شدہ اولاد تین شادی شدہ بیٹیوں اور تین چھوٹے بیٹوں کی طرف سے، اور نہ ہی اپنی عزیز ترین رفیقۂ حیات مائی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے۔اور نہ ہی عہد نبوت میں کسی صحابی ہی سے منقول ہے کہ ان میں سے کسی نے اپنے

فوت شدہ اقارب میں کسی کی طرف سے خاص قربانی کی ہو۔(أحكام الأضحية والذكاة لابن عثيمين - باختصار)

## نبی کریم ﷺ کی جانب سے قربانی کا حکم:

بعض لوگ بسا اوقات بڑی عقیدت سے ایک جانور کی قربانی نبی کریم ﷺ کی جانب سے کرتے ہیں، جبکہ ایسا کرنا جائز نہیں، کیونکہ عبادات میں اصل ممانعت ہے' تا آنکہ اس کی کوئی مستند دلیل ہو۔

جہاں تک رہا مسئلہ سنن میں علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا جسے لوگ اس عمل کی دلیل بناتے ہیں' کہ وہ ''حکم رسول'' یا ''وصیت رسول'' ﷺ کے مطابق دو مینڈھے لاتے تھے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اور دوسرا اپنی طرف سے قربان کرتے تھے' تو وہ بوجوہ اس مسئلہ کے لئے قابل حجت نہیں،

حدیث یہ ہے:''عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: "أَمَرَنِي بِهِ"- يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَلَا أَدَعُهُ أَبَدًا''

(جامع الترمذی:۱۴۹۵، وسنن أبی داود:۲۷۹۰، ومسند أحمد طبع الرسالۃ : ۸۴۳/۲۰۵/۲)

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے، ایک نبی کریم ﷺ کی جانب سے اور دوسری اپنی جانب سے، اس بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے، لہٰذا میں اسے کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔

۱۔ یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں ابو الحسناء مجہول اور شریک نخعی سیء الحفظ اور حنش ضعیف ہیں۔(دیکھئے: ضعیف أبی داود - الام :2/371، حدیث (483)، ومسند أحمد طبع الرسالۃ :2/206۔ضعیف سنن الترمذی:ص:۱۷۵،حدیث:۲۵۴)

۲۔ بالفرض اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ وصیت کا معاملہ ہوگا (جیسا کہ سنن ابوداود کی روایت میں ''أوصانی'' کے لفظ کی صراحت ہے) جو علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے، دوسرے کسی کو آپ ﷺ نے وصیت نہیں کی ہے، لہٰذا نص پر توقف لازم ہوگا اس سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔واللہ اعلم

## چند متفرق مسائل:

۱۔قربانی کا گوشت حسب ضرورت خود کھائیں، اعزاء واقارب کو کھلائیں اور محتاجوں میں تقسیم کریں، حسب حال غیر مسلموں کو بھی دیا جا سکتا ہے۔(سورۃ الحج:۳۶،۲۸)۔

۲۔قربانی کے کسی بھی حصہ کو بیچنا جائز نہیں ہے خواہ اس کا بال یا اس کی جلد ہی کیوں نہ ہو، اور نہ ہی اس میں سے قصاب کی مزدوری دینی جائز ہے۔(بخاری:۱۷۱۶ او مسلم:۱۳۱۷)

۳۔بکرا بکری ایک شخص اور اس کے اہل وعیال، اسی طرح اونٹ، گائے، بیل، بھینس سات اشخاص اور ان کے اہل وعیال کی جانب سے کافی ہیں۔(صحیح سنن ترمذی:۱۵۰۵)

۴۔خصی جانور کی قربانی حلال اور جائز ہے، نبی کریم ﷺ نے خصی کی قربانی کی ہے۔(سنن ابن ماجہ : ۳۱۲۲، ومسند احمد : ۲۵۰۴۶ صحیح دیکھئے: ارواء الغلیل: ۱۱۴۷/۳۶۰/۴)

**واللہ اعلم و صلی اللہ و سلم علی نبینا محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعين۔**

پہلی قسط

پیغام حج

# خطبۂ حجۃ الوداع ایک ضابطۂ حیات

● شیخ رشید سمیع سلفی (جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

سفر حیات کا آخری پڑاؤ تھا، حیات مستعار کا سورج لب بام آنے کو تھا، سنہ 10ھ کے خوشگوار ماہ و سال تھے، عرب کے کہساروں اور صحراؤں میں توحید کی کرنیں محو سفر تھیں، رسول اللہ ﷺ دیار خلیل بیت اللہ کیلئے عازم سفر ہوئے، ارادۂ حج کی منادی دور دراز تک کرادی تھی، خلق خدا جوق در جوق آپ کے ساتھ حج کرنے چل پڑی، آپ نے امت کے ساتھ ارکان حج کی تکمیل کی اور 9/ذی الحج کو عرفہ کے میدان میں خطبۂ حج پیش فرمایا، خطبۂ حج کے ایک ایک لفظ میں دین وحکمت، رشد وہدایت کے قمقمے جل رہے تھے، زبان سے وحی کے پھول جھڑ رہے تھے اور باغ حیات کا ایک ایک چپہ مہکنے لگا تھا، ایک لاکھ سے زائد انسانی سیلاب آپ کے گرد و پیش میں لہریں لے رہا تھا، 23/سالہ مجاہدانہ تگ وتاز کا ایمان افروز نظارہ تھا، لہجے کا گداز بتا رہا تھا مسافر منزل سے قریب ہو چکا ہے اور ممکنہ جدائی کا کرب لفظوں میں ڈھل رہا ہے، شمع نبوت کے پروانے اپنی پیاسی روحوں کو چشمۂ وحی سے سیراب کرنے کیلئے بے تاب کھڑے تھے، ایمان کی حرارت موسم کی حرارت سے لوہا لے رہی تھی، ایک ایک لفظ کشت شوق کی زمینوں میں جذب ہو رہا تھا، اونٹ کی پشت سے انسانی سینوں میں انوار رسالت کا مینہ برس رہا تھا، آپ کا خطبۂ حجۃ الوداع اسلام کے سماجی، سیاسی اور تمدنی اصولوں کا جامع مرقع تھا، آپ نے جو کچھ کہا وہ انسانی حقوق کا اولین منشور قرار پایا، آپ کا خطاب دستور حیات اور ایک ابدی نظام عمل میں ڈھل گیا، خطبۂ حجۃ الوداع کے علمی و قانونی شعاعوں سے دستور و قانون کی دنیا روشن ہوگئی، اقوام متحدہ کا منشور درحقیقت نبی ﷺ کے خطبۂ حجۃ الوداع سے مستعار ہے، آپ کا خطاب انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کیلئے نتیجہ خیز نکات پر مشتمل ہے، خطبۂ حجۃ الوداع کو حرفا حرفا پڑھنے اور اس کے مشمولات کو زندگی کا لائحۂ عمل بنانے میں انسانیت کی فلاح مضمر ہے، آپ کے خطبہ کا ایمان افروز مواد حدیث کے کئی حوالوں میں پھیلا ہوا ہے، اس خطبے سے چند راہنما باتیں سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

**احترام آدمیت:** انسان کی جان و مال اور عزت کے تحفظ کو خطبے میں بہت زیادہ ہائی لائیٹ کیا گیا ہے، یہی تحفظ انسانیت کی سب سے بڑی ترجیح اور اس کا فقدان سب سے بڑا مسئلہ ہے۔

ارشاد فرمایا: **إنَّ دِماءَكُم، وأمْوالَكم وأعْراضَكُم حرامٌ عَلَيْكُم كَحُرْمة يومِكُم هَذَا، في شهرِكُمْ هَذَا، في بلَدِكُم هَذَا، ألا هَلْ بلَّغْت متفقٌ عَلَيهِ.**

''تمہارا خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینہ اور اس شہر میں ہے، کہو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟''

آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں یہ بات بہت زیادہ زور دے کر بیان فرمائی، ایک مسلمان کی جان، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اسلام نے ہر اس عمل کو حرام قرار دیا ہے جس سے دوسرے کی جان مال اور عزت پر آنچ آتی ہو، اگر

اس تعلق سے انسان اسلام کے پیغام کو حرز جان بنالے تو دنیا بہت حد تک کرائم و جرائم سے محفوظ ہو جائے گی، زیادہ تر جرائم کا تعلق انہی چیزوں سے ہوتا ہے، اگر ہم جان کی بات کریں تو اسلام نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے، ناگزیر جنگوں میں بھی خونریزی سے گریز کیا ہے، عورت، بوڑھے، معذور اور بچوں کو جنگ میں بھی معاف کرنے کی تعلیم دی ہے، اسلام نے قصاص کا نظام اس لئے رکھا ہے تاکہ انسانی جان محفوظ رہے، خودکشی بھی اس لئے حرام ہے کہ اسلام انسانی جان کو محترم قرار دیتا ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے حتی الامکان جنگوں سے گریز کیا، دشمنوں سے تصادم سے پناہ مانگا کرتے تھے، یہ بزدلی اور کم ہمتی کے سبب نہیں تھا بلکہ انسانیت کے تحفظ کی غرض سے تھا، حدیبیہ کی صلح کو بہت زیادہ ہائی لائیٹ کیا گیا تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ اسلام صلح و امن کا علمبردار ہے، مسلمانوں نے کئی جنگوں میں فتح حاصل کی لیکن قرآن میں ان کو فتح نہیں کہا گیا لیکن حدیبیہ کی صلح کو فتح مبین قرار دیا، اس سے اللہ و رسول کی ترجیحات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، بلاشبہ اسلام انسانی جان کی حرمت کو یقینی بناتا ہے، اسلام نشہ کو اس لئے بھی حرام کہتا ہے کیونکہ اس سے انسان کی جان غیر معمولی نقصانات سے دوچار ہوتی ہے، سماج اور معاشرے کو بھی اس کا جانی، مالی، انسانی اور اخلاقی نقصان پہونچتا ہے۔

**حرمت مال:** اللہ تعالیٰ نے مال کے تعلق سے حلال و حرام کا جو ضابطہ بیان کیا ہے اور اس کی جو فہرست جاری کی ہے، وہ دراصل انسان کے مال کو دوسروں کے دست برد سے بچانے کیلئے ہے، مال کو تحفظ فراہم کرنے کیلئے ہے، اسلام چوری، غبن، بدعنوانی، خیانت، رشوت، سود اور ملاوٹ وغیرہ کو حرام قرار دیتا ہے تاکہ لوگ مالی و اقتصادی استحصال سے محفوظ رہیں، کوئی کسی کے مال کو ناجائز طریقے پر ہڑپ نہ کر سکے، انسانی زندگی کے امن و آسائش کیلئے مال کے تحفظ کو یقینی بنانا کتنا اہم ہے؟ یہ موجودہ دور کے انتشار اور افراتفری کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے، یہ بھروسہ خطبۂ حجۃ الوداع فراہم کرتا ہے، یہی نہیں بلکہ جھوٹ بول کر مال بیچنا، دھوکہ دینا، وعدہ خلافی کرنا، بزنس و تجارت میں ان تمام دھاندلیوں کی بھی اجازت نہیں ہے تاکہ ناجائز طریقے سے ایک دوسرے کا مال کھانے کا سلسلہ بند ہو جائے۔

**حرمت عزت:** اسلام کے نزدیک ایک مسلمان کی عزت محترم ہے، اس کی ناموس کی اہمیت ہے، کوئی کسی کی عزت پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا ہے، کسی کے وقار کو زک نہیں پہنچا سکتا ہے، کوئی کسی کی شرافت کو داغدار نہیں کرسکتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: **كُلُّ الْمُسلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حرَامٌ: دَمُهُ وعِرْضُهُ وَمَالُهُ.** ''ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے'' (صحیح مسلم: البر والصلۃ 10(2564)

اس بناء پر اسلام ان تمام اعمال کو بھی ممنوع قرار دیتا ہے جس سے کسی کی ہتک عزت ہوتی ہو، کسی کے وقار پر حرف آتا ہو، کسی کی امانت و دیانت رسوا ہوتی ہو، غیبت، چغلی، الزام تراشی، بہتان بازی، جاسوسی، تنابز بالالقاب، تمسخر، تحقیر اور عیب جوئی کو یکسر حرام قرار دیا گیا ہے، یہ معاملہ کتنا سنگین اور اہمیت کا حامل ہے؟ حدیث کے اس شاندار حوالے سے حقیقت حال کو سمجھ سکتے ہیں۔

**عن عائشة، قالت: قلت للنبي صلى الله عليه وسلم: "حسبك من صفية كذا وكذا. قال: غير مسدد تعني قصيرة. فقال لقد قلت كلمة لو مزجت بماء البحر لمزجته".**

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: آپ کے لیے تو صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ اور

یہ عیب ہی کافی ہے، یعنی پستہ قد ہونا تو آپ نے فرمایا: "تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر کے پانی میں گھول دی جائے تو وہ اس پر بھی غالب آ جائے"۔(سنن الترمذی: صفة القيامة 51 (2503،2502) صحیح)

اندازہ کیجئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ردعمل کا...صرف پستہ قد کہا تھا اور کس قدر غضبناک ہوگئے، آپ کی برہمی بتاتی ہیکہ کسی کے عزت وناموس پر ہلکی ضرب بھی قابل برداشت نہیں ہے۔

عزت وناموس کے معاملے میں اسلام کی تعلیمات دیکھیے اور سماج کی دیدہ دلیری پر نظر ڈال لیجئے، سوشل میڈیا کے زمانے میں عزتیں اچھالنا آسان ہوگیا ہے، وقار کو مجروح کرنا سہل ہوگیا ہے، سفید پوشوں کے ردائے عزت کو تار تار کیا جاتا ہے، پردے کے پیچھے کی باتوں کو منظر عام پر لایا جاتا ہے، انسان چند لمحوں میں آسمان کی بلندیوں سے گر کر ذلت کے تحت الثریٰ میں پہونچ جاتا ہے۔

**رنگ ونسل کا تعصب:** اللہ تعالیٰ نے انسان کو مساوات کا درس دیا ہے، بھید بھاؤ اور تعصب سے روکا ہے، خطبۂ حجۃ الوداع میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرف انسانیت کی توجہ مبذول کرائی ہے، ارشاد ہے:

**"يا أيها الناسُ! إنَّ ربَّكم واحدٌ، وإن أباكم واحدٌ، ألا لا فضلَ لعربيٍّ على عجميٍّ، ولا لعجميٍّ على عربيٍّ، ولا لأحمرَ على أسودَ، ولا لأسودَ على أحمرَ إلا بالتقوى إنَّ أكرمَكم عند اللهِ أتقاكُم، ألا هل بلَّغتُ؟ قالوا: بلى يا رسولَ اللهِ قال: فيُبَلِّغْ الشاهدُ الغائبَ"**

"لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"، خبردار! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: "حاضر لوگ یہ باتیں غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔" (سلسلہ احادیث صحیحہ ترقیم البانی: 2700)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہر قسم کے بھید بھاؤ، تفریق، اونچ نیچ، ذات پات اور تعصب کی جڑوں پر وار کرتا ہے، انسانی بھید بھاؤ کے اس مزاج نے انسانیت کو خوفناک تباہیوں سے دوچار کیا ہے، جنگیں چھیڑی ہیں، خونریزیاں لائی ہیں، انسانوں کو گتھم گتھا کیا ہے، تحقیر و تذلیل کے سلسلے چلے ہیں، نفرتوں کے شعلے بھڑکے ہیں، ذات پات کا تعصب، رنگ ونسل کا تعصب، خاندان و برادری کا تعصب، علاقے وسرحد کا تعصب، مسلک و مکتب فکر کا تعصب... سیکڑوں تعصّبات ہیں جن کے الاؤ میں قدریں جل کر راکھ ہو رہی ہیں، محبت اور خلوص عینک لگا کر دیکھتی ہیں، سلوک و برتاؤ مخصوص پیمانے سے ناپ کر عزت دیتے ہیں، پڑھے لکھے، مہذب غیر مہذب سبھی اس آزار میں مبتلا ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: **"الناس كلهم بنو آدم وآدم خلق من تراب".** ''تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے''۔

اس لئے کسی کو تعصب اور فخر میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

**(جاری)**

تحقیقات وتخریجات

# موسمِ حج اور ضعیف وموضوع روایات

● شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی (داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

۱۔ ”سيد الشهور رمضان، وأعظمها حرمة ذو الحجة“۔

مہینوں کا سردار رمضان ہے، اور سب سے زیادہ قابل احترام ذی الحجہ ہے۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (8/205، حدیث 3727 )، وضعیف الجامع (ص:487،حدیث 3321)۔

۲۔ ”كان لا يرى بَأْساً بِقَضَاء رمضان في عشر ذي الحجة“۔

آپ عشرۂ ذی الحجہ میں ماہ رمضان کے روزوں کی قضا میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (12/989،حدیث 5994)۔

۳۔ ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عشرة ذي الحجة يعد ل صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ“۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کے لئے اسکے نزدیک عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ محبوب دن کوئی نہیں ہے، اس میں سے ہر دن کے روزہ کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر اور ایک رات کی عبادت کا ثواب شب قدر کے برابر ہے۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

دیکھئے: العلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ (2/72،نمبر 925)، نیز دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (11/242، حدیث 5142)، وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ (ص: 745، حدیث 5161)،وضعیف الترغیب والترہیب (1/184،حدیث 734)۔

۴۔ ”عن أبي هريرة قال:من صام يوم ثمان عشرة من ذي الحجة؛ كتب له صيام ستين شهراً، وهو يوم غدير خم“۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جس نے ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ کا روزہ رکھا اس کے لئے ساٹھ مہینوں کے روزے کا ثواب لکھا جائے گا، کیونکہ وہ غدیر خم کا دن ہے۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

دیکھئے: الاباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر (2/366، حدیث 714)، والعلل المتناہیۃ فی الاحادیث الواہیۃ (1/223،حدیث 356)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (10/594)(4923)۔

۵۔ ”من أحيا الليالي الأربع وجبت له الجنة، ليلة

التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر"۔

جس نے چار راتوں میں عبادت کی' اس کے لئے جنت واجب ہے، آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، قربانی کی رات اور عید الفطر کی رات۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: العلل المتناہیۃ فی الأحادیث الواہیۃ (2/77، حدیث 934)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (2/12، حدیث 522)، وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ (ص:773، حدیث 5358)۔

۶۔ "أفضل الأيام يوم عرفة إذا وافق يوم الجمعة، وهو أفضل من سبعين حجة في غير جمعة"۔

سب سے افضل دن عرفہ کا دن ہے جب جمعہ کے دن پڑے، وہ جمعہ کے علاوہ دن میں کئے گئے ستر حجوں سے افضل ہے۔

یہ روایت باطل و بے اصل ہے۔

دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (1/ 373، حدیث 207)، و (3/341، حدیث 1193)، و(7/137، حدیث 3144)، والنخبۃ البہیۃ فی الأحادیث المکذوبۃ علی خیر البریۃ (ص:34، حدیث 28)۔

۷۔ "الحج جهاد، والعمرة تطوع"۔

حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

دیکھئے: العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ للدارقطنی (7/71، حدیث 1224)، و(11/227، حدیث 2247)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (1/358، حدیث 200)، و(2/246، حدیث 853)، وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ (ص:407، حدیث 2761)۔

۸۔ "من حج حجة الإسلام، وزار قبري، وغزا غزوة، وصلى علي في المقدس، لم يسأله الله فيما افترض عليه"۔

جس نے اسلام کا حج کیا، میرے قبر کی زیارت کی، کوئی غزوہ کیا اور مجھ پر بیت المقدس میں درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے فرائض کا سوال نہ کرے گا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ (2/175، حدیث 22)، وتذکرۃ الموضوعات للفتنی (ص: 73)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (1/369، حدیث 204)۔

۹۔ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ حِجَّةَ الإِسْلامِ فِي غَيْرِ وَجَعٍ حَابِسٍ أَو حاجة ظَاهِرَة أَوْ سُلْطَانٍ جَائِرٍ، فَلْيَمُتْ أَيَّ الْمِيتَتَيْنِ إِمَّا يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا"۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی روکنے والی تکلیف یا واضح ضرورت، یا ظالم بادشاہ کی مجبوری کے بغیر اسلام کا حج کئے بغیر مر گیا' وہ دو موتوں میں سے کوئی بھی موت مرے، یہودی کی موت یا نصرانی کی موت۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: الموضوعات لابن الجوزی (2/209)، واللآلیء المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ (2/ 100)، وتنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ (2/167)۔

۱۰۔ "الحج والعمرة فريضتان، لا يضرك بأيهما بدأت"۔

حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں دونوں میں سے کچھ بھی شروع کرو تم پر کوئی حرج نہیں۔

یہ روایت ضعیف ہے۔

دیکھئے: ضعیف الجامع الصغیر (ص: 408، حدیث 2764)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (19/8، حدیث 3520)۔

۱۱۔ "من تزوج قبل أن يحج فقد بدأ بالمعصية"۔

جس نے حج کرنے سے پہلے شادی کرلی اس نے گناہ سے آغاز کیا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: الموضوعات لابن الجوزی (2/213)، واللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ (2/101)، وتنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ (2/167)، وتذکرۃ الموضوعات للفتنی (ص: 73)، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (1/390، حدیث 222)۔

۱۲۔ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ غَفَرَ اللَّهُ لِلْحَاجِّ، فَإِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْمُزْدَلِفَةِ غَفَرَ اللَّهُ لِلتُّجَّارِ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ مِنًى غَفَرَ اللَّهُ لِلْحَمَّالِينَ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ غَفَرَ اللَّهُ لِلسُّؤَّالِ، فَلَا يَشْهَدُ ذَلِكَ الْمَوْضِعَ أَحَدٌ إِلَّا غُفِرَ لَهُ"۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: عرفہ کے دن اللہ حاجی کو بخشتا ہے، مزدلفہ کی رات اللہ تعالیٰ تاجروں کو بخشتا ہے، منیٰ کے دن اللہ تعالیٰ حمالوں کو بخشتا ہے اور جمرۂ عقبہ کے دن اللہ مانگنے والوں کو بخشتا ہے، چنانچہ اس جگہ جو بھی حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بخش ہی دیتا ہے۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: الموضوعات لابن الجوزی (2/215)، واللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ (2/105)۔

۱۳۔ "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، يُعْطِيهِمْ مَا سَأَلُوا، وَيَسْتَجِيبُ لَهُمْ مَا دَعَوْا، وَيُخْلِفُ عَلَيْهِمْ مَا أَنْفَقُوا الدِّرْهَمَ أَلْفَ أَلْفٍ"۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج وعمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں' جو مانگتے ہیں اللہ انہیں دیتا ہے، جو دعا کرتے ہیں اللہ قبول کرتا ہے، اور جو خرچ کرتے ہیں انہیں اس کا بدلہ دے گا، ایک درہم کے بدلے ہزار ہزار درہم۔

یہ روایت حد درجہ ضعیف اور منکر ہے۔

دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (14/561، حدیث 6754)، وضعیف الجامع الصغیر (ص: 408، حدیث 2766)، وضعیف الترغیب والترہیب (1/178، حدیث 709)۔

۱۴۔ "عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلَّهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عِشْرِينَ ومِئَةَ رَحْمَةٍ يَنْزِلُ عَلَى هَذَا الْبَيْتِ سِتُّونَ لِلطَّائِفِينَ وَأَرْبَعُونَ لِلْمُصَلِّينَ وَعِشْرُونَ لِلنَّاظِرِينَ"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر رات ودن میں اللہ کی ایک سو بیس رحمتیں ہوتی ہیں' جو اس گھر پر اترتی ہیں، ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے، چالیس نمازیوں کے لئے اور بیس رحمتیں دیدار کرنے والوں کے لئے۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: الکامل فی ضعفاء الرجال (8/499)، والعلل المتناہیۃ (2/81، حدیث 940)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (1/423، وحدیث 256)، نیز دیکھئے: (1/339، حدیث 187)، و (1/342، حدیث 188)

۱۵۔ "من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني"۔

جس نے خانۂ کعبہ کا حج اور میری زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: الکامل فی ضعفاء الرجال (8/248)، والموضوعات لابن الجوزی (2/217)، والاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ (ص: 348، حدیث 500)، وتنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ (2/172)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (1/119، حدیث 45)۔

۱۶۔ "من مات في أحد الحرمين؛ استوجبت شفاعتي، وجاء يوم القيامة من الآمنين"۔

جو دونوں حرم میں سے کسی میں وفات پائے گا، میری شفاعت واجب کرلے گا اور قیامت کے دن امن وامان میں آئے گا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: الضعفاء الکبیر للعقیلی (4/361)، والموضوعات لابن الجوزی (2/218)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (14/752، حدیث 6830)، وضعیف الترغیب والترہیب (1/192، حدیث 767)۔

۱۷۔ "من حج فزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي"۔

جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، گویا اس نے زندگی میں میری زیارت کی۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: الکامل فی ضعفاء الرجال (3/272)، وضعیف الجامع الصغیر (ص: 800، حدیث 5553)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (1/120، حدیث 47)، نیز دیکھئے: (12/522)۔

۱۸۔ "من زار قبري وجبت له شفاعتي"۔

جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میرے شفاعت طے ہوگئی۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: الضعفاء الکبیر للعقیلی (4/170)، وضعیف الجامع الصغیر وزیادۃ (ص: 808، حدیث 5607)۔

۱۹۔ "من زارني وزار أبي إبراهيم في عام واحد دخل الجنة"۔

جس نے ایک ہی سال میں میری اور میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

دیکھئے: تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ (2/176)، والاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ (ص: 344، حدیث 489)، والمصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع (ص: 184، حدیث 336)، والنخبۃ البہیۃ فی الاحادیث المکذوبۃ علی خیر البریۃ (ص: 119، حدیث 353)، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (1/120، وحدیث 46)۔

نوٹ: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب "قاعدۃ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ" میں فرماتے ہیں:

"إن أحاديث زيارة قبره كلها ضعيفة، لا يعتمد على شيء منها في الدين؛ لهذا لم يرو أهل الصحاح

والسنن شيئاً منها، وإنما يرويها من يروي الضعاف كالدارقطني والبزار وغيرهما"۔[قاعدۃ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ (ص:143)]۔

نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کے سلسلہ میں تمام احادیث ضعیف ہیں، ان میں سے کچھ بھی دین میں معتبر نہیں، اسی لئے صحاح وسنن کے مصنفین نے ان میں سے کچھ بھی روایت نہیں کیا ہے، بلکہ انہیں امام دارقطنی اور بزار وغیرہ ضعیف احادیث روایت کرنے والے مصنفین نے روایت کیا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:"والأحاديث المروية في زيارة قبره كلها ضعيفة بل كذب"۔[قاعدۃ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ (ص: 322)]

قبر نبوی کی زیارت کے بارے میں مروی تمام حدیثیں ضعیف بلکہ جھوٹ ہیں۔

۲۰۔ "عَنْ عَائِشَةَ : أَنْ شَابًّا كَانَ صَاحِبَ سَمَاعٍ، فَكَانَ إِذَا هَلَّ هِلالُ ذِي الْحِجَّةِ أَصْبَحَ صَائِمًا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا يَحْمِلُكَ عَلَى صِيَامِ هَذِهِ الأَيَّامِ؟ قَالَ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا أَيَّامُ الْمَشَاعِرِ وَأَيَّامُ الْحَجِّ عسى الله عزوجل أَنْ يُشْرِكَنِي فِي دُعَائِهِمْ۔فَقَالَ: لَكَ بِكُلِّ يَوْمٍ عِدْلُ مِائَةِ رَقَبَةٍ تُعْتِقُهَا وَمِائَةِ رَقَبَةٍ تُهْدِيهَا إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَمِائَةِ فَرَسٍ تَحْمِلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَذَلِكَ عِدْلُ أَلْفِ رَقَبَةٍ وَأَلْفِ بَدَنَةٍ وَأَلْفِ فَرَسٍ تَحْمِلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ فَذَلِكَ عِدْلُ أَلْفَيْ رَقَبَةٍ وَأَلْفَيْ بَدَنَةٍ وَأَلْفَيْ فَرَسٍ تَحْمِلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَصِيَامِ سَنَتَيْنِ قَبْلَهَا وَسَنَتَيْنِ بَعْدَهَا"۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک نوجوان صاحب سماع (گانے وغیرہ کا عادی) تھا، چنانچہ جب ذی الحجہ کا چاند ہوتا تو وہ روزہ رکھتا، نبی کریم ﷺ نے اسے بلوایا، اور پوچھا: تمہیں ان دنوں میں روزہ رکھنے پر کونسی چیز آمادہ کرتی ہے؟ اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! چونکہ یہ مشاعر اور حج کے ایام ہیں' لہٰذا اس امید میں کہ ہوسکتا اللہ تعالیٰ مجھے ان کی دعاؤں میں شامل فرمادے۔تو آپ نے فرمایا: تمہیں ہر دن کے بدلے سو غلام آزاد کرنے' بیت اللہ کے لئے سو غلام ہدیہ کرنے اور جہاد کے لئے سو گھوڑے تیار کرنے کا ثواب ملے گا، اور جب یوم الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کی تاریخ آئے گی تو اس کا ایک ہزار غلام آزاد کرنے' ایک ہزار اونٹ قربان کرنے اور اللہ کی راہ میں ایک ہزار گھوڑے تیار کرانے کا ثواب ملے گا، اور جب عرفہ کا دن ہوگا تو اس کا دو ہزار غلام آزاد کرنے' دو ہزار اونٹ قربان کرنے اور اللہ کی راہ میں دو ہزار گھوڑے تیار کرانے نیز دو سال پیشتر اور دو سال بعد روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔

یہ روایت موضوع اور جھوٹ ہے۔

دیکھئے: الموضوعات لابن الجوزی (2/198)، وتنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ (2/148)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: اگر یہ موضوع نہ ہو' تو دنیا میں کوئی موضوع حدیث ہے ہی نہیں![دیکھئے: لسان المیزان لابن حجر رحمہ اللہ 5/320)]۔

پہلی قسط

فلسفۂ حج

# حج کی حکمتیں

● تحریر: فضیلۃ الدکتور منقذ بن محمود السقار حفظہ اللہ ● ترجمہ: رضوان اللہ عبدالرؤف سراجی (استاد مرکز الامام البخاری، تلولی)

**محترم قارئین!** اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک حج بھی ہے جس کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت پر واجب ہے، طاقت ہونے کے باوجود نہ ادا کرنا جرم عظیم ہے بلکہ اسے اللہ تعالی نے کفر سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ [آل عمران: ۹۷] ''اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو شخص اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو شخص اس حکم کا انکار کرے (وہ خوب سمجھ لے کہ) اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے''۔

اور یہ بات واضح رہے کہ ہر حکم الہی خواہ وجوبی ہو یا استحبابی مبنی بر حکمت ہوا کرتا ہے، کوئی بھی حکم حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا، اللہ تعالی نے کسی بھی عبادت کا حکم دیا یا کوئی بھی کام کرنے کا مکلف بنایا تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور بتایا، اگر نماز کا حکم دیا تو اس کا فائدہ بتایا، زکوۃ کا حکم دیا تو اس کا فائدہ بتایا، روزے کا حکم دیا تو اس کا فائدہ بتایا، اسی طرح اگر حج کا حکم دیا تو اسے بھی مبنی بر حکمت قرار دیا اور اس کا فائدہ بھی بتایا، جن کا جاننا تمام حاجیوں پر ضروری ہے، مندرجہ ذیل سطور میں چند حکمتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱- ذکر الہی: یہ اس عبادت کا سب سے پہلا مقصد ہے، چونکہ اللہ تعالی اس عبادت کے ذریعہ دوران حج تمام دلوں کو جوڑنا چاہتا ہے اسی لئے اللہ تعالی نے اس عبادت کے سارے ارکان کو ذکر الہی سے جوڑ دیا ہے جسے ہم جا بجا پڑھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَأَذِّن فِى ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوا۟ مَنَٰفِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَٰتٍ﴾ [الحج: ۲۷-۲۸] ''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے لوگ تیرے پاس پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے، اپنے فائدے حاصل کرنے کو آ جائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں''۔

☆ حاجی مقام عرفہ کا سفر اسی لئے کرتا ہے کہ وہاں جا کر دعا اور اللہ تعالی کا ذکر و اذکار کرے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ'' سب سے بہتر دعا عرفہ والے دن کی دعا ہے۔ (جامع الترمذی: ۳۵۸۵)

☆ حاجی مقام عرفہ سے مزدلفہ اور مشعر حرام کا سفر اسی لئے کرتا ہے کہ وہاں جا کر دعا اور اللہ تعالی کا ذکر و اذکار کرے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ ۖ وَٱذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن

قَبۡلِهِۦ لَمِنَ ٱلضَّآلِّينَ ﴿١٩٨﴾ ثُمَّ أَفِيضُواْ مِنۡ حَيۡثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ وَٱسۡتَغۡفِرُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٞ﴾ [البقرۃ:۱۹۸-۱۹۹] ''مسجد حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے، تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے۔ پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم الٰہی کے مطابق اس پر عمل کیا جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے:

''ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ، حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ. فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا'' پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر حرام آئے اور قبلہ رو ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کیا، اللہ اکبر کہا، لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کی توحید پکاری اور وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ بخوبی روشنی ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے طلوع آفتاب سے قبل لوٹے۔ (صحیح مسلم:۱۲۱۸)

پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوران حج وہی کام اسی طرح انجام دیا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا، سالم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ، فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُونَ اللَّهَ مَا بَدَا لَهُمْ، ثُمَّ يَرْجِعُونَقَبْلَ أَنْ يَقِفَ الإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ'' عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر کے کمزوروں کو پہلے ہی بھیج دیا کرتے تھے اور وہ رات ہی میں مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس آ کر ٹھہرتے اور اپنی طاقت کے مطابق اللہ کا ذکر کرتے، پھر امام کے ٹھہرنے اور لوٹنے سے پہلے ہی (منیٰ) آجاتے تھے۔ (صحیح بخاری:۱۶۷۶)

☆حج ایام منی سے شروع ہوتا ہے اور یہ ایام بھی ذکر واذکار ہی پر مشتمل ہوا کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ فِيٓ أَيَّامٖ مَّعۡدُودَٰتٖۚ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوۡمَيۡنِ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِۖ لِمَنِ ٱتَّقَىٰۗ﴾ [البقرۃ:۲۰۳] اور اللہ تعالی کی یاد ان گنتی کے چند ایام (ایام تشریق) میں کرو دو دن کی جلدی کرنے والوں پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، یہ پرہیزگار کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو تم سب اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

☆اسی طرح جب حاجی اپنا جانور قربان کرتا ہے تو اس وقت بھی اللہ تعالی کا نام لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٖ جَعَلۡنَا مَنسَكٗا لِّيَذۡكُرُواْ ٱسۡمَ ٱللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلۡأَنۡعَٰمِ﴾ [الحج:۳۴] اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔

اور فرمایا: ﴿وَٱلۡبُدۡنَ جَعَلۡنَٰهَا لَكُم مِّن شَعَٰٓئِرِ ٱللَّهِ لَكُمۡ فِيهَا خَيۡرٞۖ فَٱذۡكُرُواْ ٱسۡمَ ٱللَّهِ عَلَيۡهَا صَوَآفَّۖ﴾ [الحج:۳۶] ''قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالی کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو''۔

☆حج کے ذکرو اذکار میں سے تلبیہ کا پکارنا بھی ہے، مقام ذوالحلیفہ سے احرام باندھنے کے بعد تلبیہ پکارنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔(صحیح بخاری:۱۷۱۴)

اور صحیح مسلم میں آیا ہے کہ حاجی مقام عرفہ کی جانب تلبیہ پکارتے ہوئے جائے جیسا کہ صحیح مسلم میں سیدنا محمد بن ابی بکر ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ:كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا، فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا، فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ“انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس حال میں کہ وہ دونوں منیٰ سے عرفات کو جا رہے تھے کہ تم لوگ آج کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی ہم میں سے لا الہ الا اللہ کہتا تھا تو اس کو کوئی منع نہ کرتا تھا اور کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا تو اس کو بھی کوئی منع نہ کرتا تھا۔(صحیح مسلم:۱۲۸۵)

پھر مزدلفہ میں جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:”أَنَّهُ لَبَّى لَيْلَةَ جَمْعٍ، ثُمَّ قَالَ: هَاهُنَا رَأَيْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يُلَبِّي“انہوں نے مزدلفہ کی رات تلبیہ پکارا پھر فرمایا کہ یہاں پر میں نے اس ذات کو تلبیہ پکارتے ہوئے دیکھا ہے جس پر سورۃ البقرۃ نازل ہوئی ہے۔(مسند أحمد:۳۹۷۶)

اور مزدلفہ سے روانہ ہوتے وقت جیسا کہ عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ:”أَنَّ عَبْدَ اللهِ، لَبَّى حِينَ أَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ فَقِيلَ أَعْرَابِيٌّ هَذَا؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: أَنَسِيَ النَّاسُ أَمْ ضَلُّوا، سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ: فِي هَذَا الْمَكَانِ 'لَبَّيْكَ، اللهُمَّ، لَبَّيْكَ“. عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جب مزدلفہ سے لوٹے تو لبیک پکارا، تو لوگوں نے کہا کہ شاید یہ گاؤں کا کوئی آدمی ہے؟ (یعنی جواب لبیک پکارتا ہے) تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا لوگ (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو) بھول گئے یا گمراہ ہو گئے؟ میں نے خود ان سے سنا ہے جن پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہ وہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے۔(صحیح مسلم:۱۲۸۳)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ پکارتے رہے تا آنکہ انہوں نے جمرۂ عقبہ کی رمی کر لی جیسا کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَبَّى حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ“رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دسویں ذوالحجہ کو) جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔(سنن أبي داود:۱۸۱۵)

اور جب حاجی اپنا حج پورا کر لے تو وہ اپنے اوپر ذکر الٰہی کو لازم سمجھے نا کہ اسے ترک کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا﴾ [البقرة:۲۰۰] پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

ب۔ حج کی مصلحت میں سے حکم الٰہی کی بجا آوری بھی ہے اسے بھی شعائر حج میں شمار کیا جاتا ہے اور اسے ہم حاجی کے

واجبات میں شمار کرتے ہیں' ویسے حاجی بہت ساری عبادتیں ایسی انجام دیتا ہے جن میں کوئی خاص حکمت نظر نہیں آتی ہے پھر بھی وہ شریعت کا حکم ہے جیسے سات چکر طواف اور سعی' اور طواف کا حجر اسود سے اور سعی کا صفا سے شروع کرنا' جمرات کا سات کنکریاں مارنا' یہ سب کام ایک حاجی حکم الٰہی کی بجا آوری احکام شریعت کی پابندی میں کرتا ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو خطاب کر کے فرمایا:

**"أَمَا وَاللَّهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ، فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ: فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَيْنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ"** بخدا مجھے خوب معلوم ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہے جو نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی بوسہ نہ دیتا' اس کے بعد آپ نے بوسہ دیا' پھر فرمایا: اور اب ہمیں رمل کی بھی کیا ضرورت ہے' ہم نے اس کے ذریعہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائی تھی تو اللہ نے ان کو تباہ کر دیا' پھر فرمایا جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اسے اب چھوڑنا بھی ہم پسند نہیں کرتے۔ (صحیح بخاری: ۱۶۰۵)

یعلی بن امیہ فرماتے ہیں کہ:

**"طُفْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَمَّا كُنْتُ عِنْدَ الرُّكْنِ الَّذِي يَلِي الْبَابَ مِمَّا يَلِي الْحَجَرَ، أَخَذْتُ بِيَدِهِ لِيَسْتَلِمَ، فَقَالَ: أَمَا طُفْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَهَلْ رَأَيْتَهُ يَسْتَلِمُهُ؟ قُلْتُ: لاَ، قَالَ: فَانْفُذْ عَنْكَ' فَإِنَّ لَكَ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةً حَسَنَةً".** میں عمر بن خطاب کے ساتھ طواف کیا' جب میں اس رکن کے پاس پہونچا دروازے کے پاس ہے اور جس سے حجر ملا ہوا ہے تو میں ان کا ہاتھ پکڑ لیا تا کہ وہ استلام کریں' تو انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا ہے؟ تو میں نے کہا: کیوں نہیں' انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے انہیں استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں' تو انہوں نے کہا اسے چھوڑ دو کیوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی آپ کے لئے نمونہ ہے۔ (مسند أحمد: ۲۵۳)

یہ سبق ہمیں ہاجرہ علیہا السلام سے ملا' چونکہ انہیں ابراہیم علیہ السلام نے جب اس وادی میں چھوڑا جہاں نہ پانی تھا نہ کھیت تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا:

**"يَا إِبْرَاهِيمُ، أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الوَادِي، الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا، وَجَعَلَ لاَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ لَهُ: آللَّهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَتْ: إِذَنْ لاَ يُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ"** اس وقت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہا کہ اے ابراہیم! اس خشک جنگل میں جہاں کوئی بھی آدمی اور کوئی بھی چیز موجود نہیں، آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کئی دفعہ اس بات کو دہرایا لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف دیکھتے نہیں تھے' آخر ہاجرہ علیہا السلام نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں' اس پر ہاجرہ علیہا السلام بول

اٹھیں کہ پھر اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کرے گا، وہ ہم کو ہلاک نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ واپس آگئیں۔(صحیح بخاری: ۳۳۶۴)

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"فِيمَ الرَّمَلَانُ الْآنَ؟ وَقَدْ أَطَّأَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ، وَنَفَى الْكُفْرَ وَأَهْلَهُ، وَايْمُ اللَّهِ، مَا نَدَعُ شَيْئًا، كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اب دونوں رمل (ایک طواف کا، دوسرا سعی کا) کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط کر دیا، اور کفر اور اہل کفر کا خاتمہ کر دیا ہے، لیکن قسم اللہ کی! ہم تو کوئی ایسی بات چھوڑنے والے نہیں جس پر ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں عمل کیا کرتے تھے۔(سنن ابن ماجۃ: ۲۹۵۲، سنن أبي داود: ۱۸۸۷، صحیح ابن خزیمۃ: ۱۶۶۹)

ج۔ حج کے دروس میں سے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا اور صبر و ضبط سے کام لینا بھی ہے، ایک انسان اگر اللہ تعالی کی خوشنودی کا طالب ہے تو دوران حج آنے والی پریشانیوں پر صبر اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے اسی پریشانی کی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

"يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ، لَا قِتَالَ فِيهِ: الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ" اے اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، لیکن ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں ہے اور وہ حج اور عمرہ ہے۔(سنن ابن ماجۃ: ۲۹۰۱)

گویا دوران حج ایک حاجی حسن معاشرت اور صحیح اخلاق کا مرقع ہو، دوران حج ایک حاجی کو تھکاوٹ یا بھیڑ کی وجہ سے یا کسی حاجی کی طرف سے کوئی تکلیف پہونچے تو اس پر صبر کرے نہ کہ اس سے لڑے یا گالی گلوچ کرے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: ﴿فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِى ٱلْحَجِّ﴾ [البقرۃ: ۱۹۷] "حج کے مہینے مقرر ہیں اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے"۔

اور جو حاجی گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا نہیں کرتا اس کی بابت آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" جس شخص نے اللہ کے لیے اس شان کے ساتھ حج کیا کہ نہ کوئی فحش بات ہوئی اور نہ کوئی گناہ تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔(صحیح بخاری: ۱۵۲۱)

دوران حج ایک حاجی اچھی باتیں کرے نیز غرباء و مساکین پر خرچ کرے انہیں کھانا کھلائے کیوں کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"الْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا بِرُّ الْحَجِّ؟ قَالَ: طِيبُ الْكَلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ" حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے، کہا گیا کہ حج کی نیکی کیا ہے؟ فرمایا اچھی بات کرنا اور کھانا کھلانا۔(شعب الایمان: ۳۸۲۴)

(جاری)

فقہ وفتاویٰ

# حج وعمرہ کے بعض مسائل

● شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی (مدیر مجلہ الجماعۃ، ممبئی)

**سوال:** حج اور عمرہ میں نیت کیسے کی جائیگی اور نیت اور تلبیہ یعنی "**لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ حَجًّا**" وغیرہ پڑھنے میں کیا فرق ہے وضاحت فرمائیں؟

**جواب:** نیت دل کے ارادے کا نام ہے، اور تمام عبادات کی طرح حج اور عمرے میں بھی پہلے دل میں نیت کی جائے گی اسکے بعد تلبیہ کے الفاظ سے حج وعمرہ کی تعیین کی جائے گی کیونکہ نیت تمام عبادات میں واجب ہے، جبکہ تلبیہ کے بارے میں اہل علم مختلف ہیں بعض کہتے ہیں یہ مستحب ہے جبکہ بعض دیگر اہل علم اسے واجب مانتے ہیں۔

نیت اور حج یا عمرے کے تلبیہ میں فرق یہ ہے کہ نیت دل سے کی جاتی ہے زبان سے نہیں جبکہ حج یا عمرے کے احرام میں زبان سے تلبیہ کہنا شرعی عمل ہے، تلبیہ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ حج یا عمرے کی نوعیت متعین کی جائے، چنانچہ عمرے کا احرام باندھنے والا شخص "**لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ عُمْرَةً**" [یا اللہ! میں عمرہ کرنے کیلئے حاضر ہوں] کہے اور حج کا احرام باندھنے والا شخص: "**لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ حَجًّا**" [یا اللہ! میں حج کرنے کیلیے حاضر ہوں] کہے اور حج وعمرے کا اکٹھا احرام باندھنے والا شخص: "**لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ عُمْرَةً وَ حَجًّا**" [یا اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں کیلیے حاضر ہوں۔ جیسے الفاظ ادا کرے۔ اس بابت عالم اسلام کے معروف فقیہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''یہ واضح رہے کہ نیت دل کا عمل ہے اس لیے یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ: "**اللهم إني نويت العمرة**" یعنی'' یا اللہ! میں عمرے کی نیت کرتا ہوں'' یا "**نويت الحج**" یعنی'' حج کی نیت کرتا ہوں'' کیونکہ نبی ﷺ سے یہ چیز ثابت نہیں ہے؛ تاہم اپنی نیت کے مطابق تلبیہ کہے گا، [واضح رہے کہ] تلبیہ اور نیت کرنے میں فرق ہے؛ کیونکہ تلبیہ میں اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے اس لیے تلبیہ بذات خود اللہ کا ذکر ہے دل میں موجود چیز کے متعلق خبر نہیں ہے''۔ (الشرح الممتع :2/ 291 باختصار)

**سوال:** اپنے خرچے کے بجائے اپنی اولاد یا کسی بھی دوسرے شخص کے خرچے پر حج وعمرے کے لئے جانے کا کیا حکم ہے اور کیا یہ حج وعمرہ کے صحیح ہونے یا اسکے ثواب میں کمی بیشی پر کچھ اثر انداز تو نہیں ہوگا؟ افیدونا ماجورین؟

**جواب:** کسی دوسرے شخص کے خرچے پر حج وعمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، چاہے وہ اس کا بیٹا ہو یا باپ، بھائی، رشتہ دار یا کوئی اور دوسرا شخص۔ اسکا حج صحیح ہوگا اور اس سے اسکے حج کی صحت پر کچھ اثر نہیں پڑیگا، کیونکہ حج کے شروط میں یہ بات شامل نہیں کہ انسان اپنے حج کی ادائیگی میں اخراجات بھی اپنے ذاتی مال میں سے لگائے۔

اس بابت سعودی عرب کی دائمی افتاء کمیٹی اور کبار علماء کے بعض فتاوے درج ذیل ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: اس کے فریضہ حج کی ادائیگی کے صحیح ہونے پر اس کا کوئی اثر نہیں کہ اس نے اپنے مال سے حج میں کچھ خرچ کیا ہے یا نہیں بلکہ اس کے علاوہ حج کا بہت

زیادہ خرچہ کسی اور نے برداشت کیا ہے۔ اگر اس کے حج میں شروط، ارکان اور واجبات مکمل طور پر پائے جاتے ہیں تو اس کا فرض ادا ہو چکا ہے، اگرچہ اس کا خرچہ کسی اور نے برداشت کیا ہو۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء: 11/34)

اسی طرح ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ: جب بیٹا اپنا فریضہ حج اپنے والد کے مال سے ادا کرے تو اس کا حج صحیح ہوگا۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: 11/37)

ایک مرتبہ اور کمیٹی سے سوال ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی دینی مقابلہ میں حصہ لے کر کامیاب ہوتا ہے اور اسے حج (کے اخراجات) کا انعام دیا جائے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ تو جواب یہ تھا کہ:

آپ کا حج ادا ہو جائے گا اور یہ آپ کے فریضہ کی ادائیگی شمار ہوگا۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: 11/40)

بنابریں یہ بات واضح ہے کہ دوسروں کے اخراجات پر حج وعمرہ کیا جا سکتا ہے، اس سے اسکی صحت پر کچھ اثر نہ ہوگا بشرطیکہ خود حج وعمرہ کرنے والا اسکے ارکان وواجبات اور اس سے متعلقہ شرعی احکام کی تکمیل کرے۔

**سوال:** کیا یا حج وعمرہ پر جانے والے کے لئے مسجد نبوی، روضہ رسول ﷺ، بقیع، احد اور مسجد قبا یا دیگر مقامات کی زیارت لازم اور واجب ہے؟ اور عورتوں کا قبرستان جانے کا کیا حکم ہے؟ وضاحت فرمائیں؟

**جواب:** مسجد نبوی کی زیارت اور اسمیں نماز، یا کسی دوسرے مقام کی زیارت وغیرہ کا شرعی طور پر حج یا عمرہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی یہ تمام اعمال حج وعمرے کا کوئی حصہ یا رکن یا واجب ہیں، ہاں انکی اپنی اپنی فضیلتیں ہیں اس لیے کافی اخراجات لگا کر دور دراز کا سفر طے کر کے آنے والے حجاج اور زائرین لگے ہاتھوں ان مقامات مقدسہ کی زیارت سے بھی بہرہ اندوز ہو جاتے ہیں کہ پتہ نہیں پھر موقع ملے یا نہ ملے۔ اس بابت ایک سوال کے جواب میں سعودی دائمی افتاء کمیٹی اور کبار علماء کا فتوی درج ذیل ہے۔ لکھتے ہیں کہ: ''حجاج مرد ہوں یا خواتین کسی پر بھی رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا لازم نہیں ہے، نہ ہی بقیع کے قبرستان میں جانا لازم ہے بلکہ قبروں کی زیارت کے لیے مطلق طور پر رخت سفر باندھنا حرام ہے، اسی طرح عورتوں پر بھی قبروں کی زیارت حرام ہے چاہے سفر کے بغیر ہی جائیں؛ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: (صرف تین مساجد کی طرف ہی رخت سفر باندھا جا سکتا ہے: میری یہ مسجد، مسجد الحرام، اور مسجد اقصی) (متفق علیہ)

اور رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی خواتین پر لعنت فرمائی ہے، اس لیے خواتین کے لیے صرف مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا کافی ہے، خواتین مسجد نبوی میں ہوں یا اس کے علاوہ کہیں بھی ہوں، کثرت سے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجیں۔ (فتاوی اللجنہ الدائمہ: 11/362)

**سوال:** مدینہ کا سفر کرنے والے حجاج وزائرین کے ذریعہ نبی ﷺ کو سلام بھیجنے یا پہونچانے کا شرعی حکم کیا ہے واضح فرمائیں؟

**جواب:** مدینہ کا سفر کرنے والے حجاج وزائرین کے واسطے نبی ﷺ کو سلام بھیجنا شرعی طور پر درست نہیں کیونکہ کتاب وسنت میں اسکی نہ تو کوئی اصل ہے اور نہ دلیل اور نہ ہی یہ سلف صالحین صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور تابعین یا اہل علم سے ثابت ہے اس لیے جو آدمی جہاں بھی ہو وہیں سے آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجے کیونکہ نبی کریم ﷺ کو آپ کی امت کا سلام اور درود آپ تک پہنچایا جاتا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے:

''تم اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ، اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ

بناؤ، اور مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا درور مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے تم جہاں بھی ہو"۔ (سنن ابوداود: رقم 2042)

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں:

"کیونکہ تمہارا سلام مجھ تک پہنچ جاتا ہے تم جہاں بھی ہو"۔ (مسند ابویعلی: رقم 469)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالی کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں گھوم رہے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں"۔

سنن نسائی حدیث نمبر (1282) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح الترغیب حدیث نمبر (1664) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ، اور مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے"۔

سنن ابوداود حدیث نمبر (2042) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (7226) میں اسے صحیح قرار دیا۔

تو اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجنا درست نہیں بلکہ میت کو بھی سلام بھیجنا مشروع نہیں، بلکہ میت کو بھی وہ ہی سلام کرے گا جو قبر کی زیارت کرے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بقیع کی زیارت کرتے اور ان کے لیے دعاء کرتے، اور اپنے صحابہ کرام کو یہ تعلیم دیتے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو وہ ماثور دعا پڑھیں جو آپ سے ثابت ہے۔

اس بابت عالم اسلام کے معروف فقیہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں: اگر آپ نے دنیا کے آخری کونے میں بیٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھا تو وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچ جائیگا؛ کیونکہ اللہ تعالی نے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین میں گھوم پھر رہے ہیں جب کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھتا ہے تو وہ یہ سلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نقل کر دیتے ہیں۔

چنانچہ اگر ہم یہ کہیں کہ: **"اللهم صل و سلم على رسول الله"** تو ہمارا سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نقل کر دیا جائیگا، اور آپ نماز میں یہ کہتے ہیں:

**"السلام عليك ايها النبى و رحمة الله وبركاته"** اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلامتی ہو، اور اللہ تعالی کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو۔

تو یہ سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نقل ہو جاتا ہے...

میں نے بعض لوگوں کو مدینہ میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

میرے والد نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرنے کی وصیت کرتے ہوئے کہا تھا:

میری جانب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہنا۔

جو کہ غلط ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ نہیں کہ ان تک زندہ شخص کی سلام نقل کی جائے، پھر جب آپ کا والد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتا ہے تو اس کا یہ سلام تو آپ سے زیادہ با اعتماد اور زیادہ قدرت رکھنے والے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا دی ہے جو کہ فرشتے ہیں۔

تو پھر اس کی کوئی ضرورت نہیں، اور ہم کہتے ہیں:

آپ اپنی جگہ میں، زمین میں جہاں بھی ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھیں تو وہ بہت جلد اور احسن و زیادہ با اعتماد طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ جائیگا۔ (مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (23/ 416-417). ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آئینۂ جمعیت و جماعت

# جمعیت کی دعوتی و تعلیمی سرگرمیاں

ادارہ

**دعوتی سرگرمیاں:** صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی شہر ممبئی، تھانہ اور دیارکوکن میں جماعت اہل حدیث کی نمائندہ تنظیم ہے۔ تنظیمی سرگرمیوں اور دعوتی جدوجہد کے حوالے سے صوبائی جمعیت ملک بھر میں معروف ہے، حسب سابق گزشتہ مہینوں بھی اجتماعات کا سلسلہ جاری رہا۔ اور متعدد مقامات پر ان کا انعقاد ہوا۔

امر بالمعروف والنہی عن المنکر کے فریضے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر بلا لومۃ لائم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ذمہ داران وقابل احترام دعاۃ اپنا دعوتی مشن تسلسل کے ساتھ باضابطہ قائم کیے ہوئے ہیں، ممبئی کی مختلف مساجد کی جانب سے دعوت پر دروس اور اجتماعات میں شرکت کرتے رہے ہیں اور موقع بموقع بیرون صوبہ بھی دعوتی پروگراموں میں شریک ہوئے۔ الحمدللہ

28/فروری بروز اتوار بعد نماز مغرب تا 10/بجے شب جمعیت اہل حدیث واپی گجرات کے زیر سرپرستی ایک اہم اجلاس عام میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ نے شرکت کی اور'' موجودہ حالات میں دین پر استقامت'' کے موضوع پر بہت ہی بصیرت افروز خطاب کیا۔

10/مارچ بروز اتوار 2024 جامع مسجد اہل حدیث الفرقان گلوبل ولیج شیل پھاٹا ممبرا میں ایک اجلاس عام زیر صدارت شیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ منعقد ہوا جس میں شیخ عبدالمعید مدنی (مہسلہ) نے ''بچوں کی تربیت میں والدین کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر جبکہ شیخ ابوزید ضمیر/حفظہ اللہ نے'' ماہ رمضان کیسے گزاریں؟'' کے اہم موضوع پر خطاب کیا۔

11/مارچ بروز پیر بعد نماز تراویح صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ مدنی/حفظہ اللہ نے جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر، کرلا ویسٹ میں سورہ بقرہ سے چند مخصوص آیات کی روشنی میں بڑی ہی اہم نصیحتوں سے نوازا جسے حضرات وخواتین نے بغور سماعت کیا۔

17/مارچ 2024 کو جامعۃ التوحید بھیونڈی کے سالانہ پروگرام میں جماعت کے باوقار عالم دین شیخ ظفر الحسن مدنی/حفظہ اللہ نے'' دینی وتعلیمی امور میں ترقی کے دو بنیادی اصول'' پر بہت ہی قیمتی نصیحتیں کی، اسی طرح امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ نے بھی چند ناصحانہ کلمات پیش کیے۔ جامعہ کے طلبہ واساتذہ کے ساتھ ذمہ داران بھی سامعین میں شامل تھے۔

الحمدللہ ماہ رمضان 1445ھ کے شروع ہوتے ہی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ مدنی/حفظہ اللہ نے'' سورہ ملک'' کی تفسیر بعد نماز فجر شروع کی، یہ سلسلہ الحمدللہ پورے رمضان جاری وساری رہا اور کثیر تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔ اسی طرح رمضان کے احکام ومسائل پر خصوصی درس کا اہتمام کیا گیا نیز سوشل میڈیا پر رمضان کے احکام ومسائل کے نام پر الحمدللہ پورے ماہ ویڈیوز اپلوڈ کیے گئے جس سے بڑی تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔ اسی طرح رمضان اسپیشل کے نام سے ڈاکٹر عبدالحمید ظفر/حفظہ اللہ کے خصوصی ویڈیو بھی سوشل

میڈیا پر اپلوڈ کیے گئے۔ اسی طرح ماہ رمضان ہی میں امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ نے ممبئی اور کوکن و مضافات کی مختلف مساجد کا دورہ کیا اور روزہ اہمیت و فضیلت، تقوی، انفاق فی سبیل اللہ، نیک اعمال پر مداومت، صالح اعمال پر مواظبت جیسے اہم موضوعات پر نمازوں کے بعد دروس کا بھی اہتمام کیا جس سے لوگوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اسی طرح صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی فضیلۃ الشیخ فیض الرحمن رحمانی رحفظہ اللہ نے جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا میں بعد نماز فجر تراویح میں پڑھی گئی بعض مخصوص آیات کی تفسیر و توضیح پیش کی اور بعد نماز عصر درس حدیث کا خصوصی اہتمام رہا جس سے لوگوں نے بھرپور استفادہ کیا۔

7/اپریل 2024 مسجد اہلحدیث جلیل کمپاؤنڈ دھاراوی ممبئی میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے ''ماہ رمضان کا ایک عظیم پیغام'' کے موضوع پر بڑے ہی اچھے انداز میں خطاب کیا جس سے وہاں کے لوگوں نے بھرپور استفادہ کیا۔

10/اپریل 2024 عید کے دن امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ نے دارالسلام لیک پلازہ کوسہ ممبرا کے عیدگاہ میں خطبہ عید الفطر میں اتحاد و اتفاق، علماء سے جڑے رہنے، اعمال صالحہ پر مداومت اور توحید و سنت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تلقین کی۔

اسی طرح شیخ فیض الرحمن رحمانی داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا میں عید الفطر کی امامت کرائی اور خطبے میں اتحاد و اتفاق، آپس میں الفت و محبت کے ساتھ رہنے اور غریبوں اور ضرورت مندوں کی خبرگیری کرنے، ان کے ساتھ ہمدردی کرنے کی تلقین کی اسی طرح شش عیدی روزے یعنی شوال کے چھ روزے کے اہتمام کرنے پر بھی زور دیا اور دنیا کے اندر مختلف مقامات پر پریشان حال مسلمانوں کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا۔

13/اپریل بروز سنیچر مسجد اہل حدیث دارالسلام کوسہ ممبرا میں شیخ ظفر الحسن مدنی رحفظہ اللہ کا خصوصی خطاب ہوا، اسی طرح مسجد حسن رائل گارڈن کوسہ ممبرا میں 14/اپریل بروز اتوار صبح ساڑھے سات بجے ''علمی و دعوتی خیانت'' کتاب کے درس کی ابتدا کے موقع پر شیخ موصوف کے خصوصی درس کا اہتمام کیا گیا جس میں شیخ محترم نے اس کتاب کی اہمیت اس کے مؤلف کا مقام اور اس میں بتائی گئی باتوں کی مختصر توضیح بڑے ہی اچھے انداز میں کی نیز اس درس میں لوگوں کو شامل ہونے کی تلقین بھی کی اسی طرح اسی دن بعد نماز مغرب مسجد اہل حدیث تلولی میں فضیلۃ الشیخ ظفر الحسن مدنی رحفظہ اللہ کا خصوصی خطاب ہوا۔

15/اپریل بروز پیر مسجد اہل حدیث بدلا پور ممبئی مہاراشٹر میں فضیلۃ الشیخ ظفر الحسن مدنی رحفظہ اللہ کا ''سچا محب رسول کون؟'' کے موضوع پر بہترین خطاب ہوا۔

اسی طرح 17/اپریل بروز بدھ مسجد اہل حدیث فیضان اپارٹمنٹ جوگیشوری ممبئی میں شیخ ظفر الحسن مدنی رحفظہ اللہ نے ''تقوی اور احسان کی ضرورت'' پر بڑے ہی پرمغز انداز میں مدلل خطاب کیا۔

28/اپریل بروز اتوار صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی فضیلۃ الشیخ رفیع اللہ سلفی رحفظہ اللہ نے مسجد ابراہیم مہاراشٹر نگر بھیم نگر مانخورد کے ''شعبہ تحفیظ القرآن'' کے ابتدائی پروگرام کے موقع پر شرکت کی اور آپ نے بڑے اچھے انداز میں قرآن و سنت کی روشنی میں مدلل خطاب کیا۔

28-29/اپریل بروز سنیچر و اتوار مسجد حسن رائل گارڈن کوسہ ممبرا میں زیر صدارت امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ یک روزہ ''حج تربیتی پروگرام'' کا انعقاد ہوا جس میں شیخ

انصار زبیر محمدی رحفظہ اللہ نے ''حج کا عملی طریقہ'' مشق کرایا اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے ''حج کے احکام و مسائل'' پر خطاب کیا۔ اسی طرح دکتور فاروق عبداللہ نراین پوری رحفظہ اللہ نے ''حجاج کرام سے ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی'' نیز دکتور جاوید ندیم مدنی رحفظہ اللہ نے ''زیارت مدینہ کے آداب'' پر خطاب کیا۔ اسی طرح شیخ الطاف الرحمن سلفی رحفظہ اللہ نے بھی حج کے تعلق سے بڑے ہی اچھے انداز میں قران وسنت کی روشنی میں خطاب کیا۔

31 راپریل 2024 مسجد اہل حدیث دارالسلام کوسہ ممبرا میں شیخ ظفرالحسن مدنی رحفظہ اللہ نے ''تقوی واخلاق جنت کی کنجی اور زبان وشرمگاہ جہنم کا دروازہ'' کے موضوع پر اہم خطاب فرمایا۔

6 رمئی بروز پیر بعد نماز عشاء مسجد اہل حدیث و مدرسہ محمدیہ کمہارواڑہ مسلم نگر دھاراوی کے پندرہ روزہ درس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی شیخ فیض الرحمن رحمانی رحفظہ اللہ نے ''مسلمانوں میں اخلاقی بگاڑ: اسباب وعلاج'' کے موضوع پر قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل خطاب کیا۔

18 رمئی بروز سنیچر مسجد اہل حدیث محمدیہ گولڈن کوائن اپارٹمنٹ، نیانگر میرا روڈ میں شیخ ظفرالحسن مدنی رحفظہ اللہ کا ایک اہم خطاب ہوا اسی طرح 19 رمئی بروز پیر مسجد دارالسلام کوسہ ممبرا میں شیخ موصوف کا خطاب ''مال واولاد کے فتنے'' پر بڑے مفصل انداز میں ہوا۔ اسی طرح 20 رمئی بروز پیر بعد نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا میں شیخ موصوف کا بہت ہی اہم پروگرام ہوا جس میں شیخ موصوف نے ''سورۃ الحج'' کی آخری آیات کی تفسیر وتوضیح کرتے ہوئے بڑی ہی اہم نصیحتیں کیں۔ اس پروگرام کی صدارت امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ نے فرمائی جبکہ نظامت کے فرائض شیخ فیض الرحمن رحمانی (امام وخطیب مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا وداعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) حفظہ اللہ نے نبھائی اور افتتاحی کلمات میں جامعۃ التوحید بھیونڈی کے لائق وفائق استاذ شیخ رشید سمیع سلفی رحفظہ اللہ نے ''مومن مومن کا آئینہ ہے'' حدیث کی مختصر مگر جامع تشریح کی اور اسی کی روشنی میں طرز زندگی اپنانے کی نصیحت کی۔

21 رمئی بروز منگل مسجد دار السلام کوسہ ممبرا میں یک روزہ ''حج تربیتی پروگرام'' میں شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور'' حاجیوں سے سرزد ہونے والی غلطیاں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

26 رمئی بروز اتوار بعد نماز مغرب تا 10 ربجے شب بمقام مسجد توحید، دوستی پلینیٹ شل پھاٹا کوسہ ممبرا میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی سرپرستی میں نیز صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ کی صدارت میں ایک اہم اجلاس عام کا انعقاد ہوا جس میں جامعہ اسلامیہ دہلی سے شیخ محمد رحمانی رحفظہ اللہ نے '' گناہوں کے نقصانات'' پر بڑے ہی دلسوز انداز میں خطاب کیا اور بعد میں شیخ ابوزید ضمیر رحفظہ اللہ نے ''فتنہ ارتداد اور اس کی روک تھام'' کے موضوع پر بڑے ہی اچھے انداز میں قرآن وسنت کی روشنی میں خطاب فرمایا۔

اس کے علاوہ شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ کے مسجد حسن رائل گارڈن کوسہ ممبرا، مسجد دارالتربیہ سیلیش نگر ممبرا، جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ بائیکلہ، مسجد اہل حدیث کاشی میرا، مسجد اہل حدیث دارالہدی ساکی ناکہ، مسجد اہل حدیث فیضان اپارٹمنٹ جوگیشوری، ہلائی گھاچی جماعت خانہ پائیدھونی ممبئی، وغیرہ میں شرح کتاب التوحید، شرح القواعد الاربع، جدید مناہج کی حقیقت، عشرہ مبشرہ سیریز، عقیدہ وسنت کے متعلق سلف صالحین کے اقوال جیسی اہم اور اصولی کتابوں کے ہفتہ واری و پندرہ روزہ دروس جاری وساری ہیں۔ الحمدللہ

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
May-June 2024

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمد للہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کر رہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

- تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- علماء وائمہ کے لئے سالانہ دورۂ تدریبیہ
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- مجلہ الجماعہ کی اشاعت۔
- کتابوں کی مفت تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون اور آسمانی وزمینی آفات پر بھرپور مدد۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً



SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
9892255244 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com @JamiatSubai
subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com